نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

اَلْفَضْلُ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دو بار
فی پرچہ ایک آنہ
قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی ؁
ششماہی للعہ
سہ ماہی ۲/

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۴۷ | مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۲۵ء یوم سہ شنبہ | مطابق ۵ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ | جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ خاندان نبوت میں خدا کے فضل سے خیریت ہے ❊

پروگرام جلسہ سالانہ میں بعض تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ اس لئے آئندہ پرچہ میں پروگرام مکرر شائع کیا جائے گا ❊

جناب ذوالفقار علی خان صاحب ناظر امور عامہ نے ایام رخصت گذارنے کے بعد ۱۸ دسمبر ۱۹۲۵ء اپنے عہدہ کا چارج لے لیا۔

ماسوا دیگر انتظامات جلسہ کے جلسہ گاہ بھی تیار کی جا رہی ہے۔ اور جلسہ پر آنے والے احباب کی آمد یوماً فیوماً بڑھ رہی ہے ❊

جناب مولانا شیر علی صاحب اپنے وطن سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

جماعت احمدیہ کا مرکزی سالانہ جلسہ

جیسا کہ اعلان ہو چکا ہے۔ اس دفعہ جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۶ دسمبر سے شروع ہو کر ۲۸ دسمبر تک قادیان میں ہوگا۔ ۲۵ دسمبر چونکہ جمعہ ہے۔ اس لئے بیرونی احباب کو نماز جمعہ میں شمولیت حاصل کرنے کے لئے جمعہ کے دن پہنچ جانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور آنیوالے اصحاب کو حسب ذیل امور کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ (۱) چونکہ سردی کا موسم ہے۔ اور قادیان میں کافی سردی پڑتی ہے۔ اس لئے ضروری گرم پارچات ساتھ لانے چاہیئیں (۲) سٹیشن بٹالہ پر حسب معمول منتظم اور والنٹیر موجود ہونگے۔ احباب سواری اور اسباب کا انتظام ان کے ذریعہ کرائیں (۳) رات کی گاڑیوں پر آنیوالے اصحاب کے لئے سٹیشن کے قریب ہی ٹھہرنے کا انتظام کیا جائیگا (۴) سٹیشن پر منتظمین تاریخ ۲۳، ۲۴، ۲۶ تک موجود ہونگے۔ اس لئے احباب کو اس تاریخ تک ضرور پہنچ جانا چاہیئے تاکہ ایک تو ان کیلئے سواری وغیرہ کا انتظام بسہولت ہو سکے۔ اور دوسرے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریریں سن سکیں ❊

الفضل کی توسیع اشاعت

بابو نیاز محمد صاحب کی مساعی

بعض احباب کرام نے الفضل کو ہفتہ میں دو بار کر دینے سے نہایت رنج محسوس کیا ہے۔ اور واقعی یہ رنج کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ کا سلسلہ آرگن بجائے ترقی کے تنزل کرے۔ مگر یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ ہم تو آپ کے خادم ہیں۔ اگر ایک ہزار خریدار مزید الفضل کا ہو جائے۔ تو آج ہم تیسرا اشیو بھی ۱۲ صفحے حجم کا نکالنے کو تیار ہیں۔ اور ایک ہزار خریدار کا تقاضا اتنی بڑی جماعت سے کوئی زیادہ نہیں۔ بلکہ مجھے یقین ہے۔ کہ اگر بابو نیاز محمد صاحب کراچی والے کی سپرٹ میں کام کیا جائے۔ تو الفضل کو ایک ہزار مزید خریدار جلسہ سالانہ ہی پر مل سکتا ہے۔ مکرمی بابو صاحب اپنے خط میں رقمطراز ہیں:-

"جناب کا اعلان اخبار الفضل کو ہفتہ میں دو بار کر دینے کے متعلق اس عاجز کو نہایت تکلیف دہ ثابت ہوا ہے اخبار الفضل کی اشاعت میں کمی کرنا گویا جماعت کو روحانی غذا سے محروم کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ احمدیہ کے شیدائیوں پر جو کہ نہایت بے قراری سے اس محبوب ترین پرچے کے انتظار میں رہتے ہیں۔ اس عاجز کے خیال میں یہ ایک ظلم عظیم ہوگا۔ اگر ہفتہ میں اس کی ایک اشاعت کم کر دی گئی سلسلہ حقہ کے کام دن بدن ترقی کرنے چاہئیں نہ کہ کمی کی طرف عود کریں۔ ہم تو اس دن کی راہ تکتے ہیں۔ جبکہ یہ پیارا اخبار روزانہ روحانی غذا تازہ بتازہ پہنچائے گا۔ مگر برخلاف اس کے اعلان ہوتا ہے۔ کہ ہفتہ میں تین بار سے دو بار کیا جائے گا۔

پس جناب مینجر صاحب براہ کرم بغور اس سخت فیصلہ پر نظر ثانی فرمائیں۔ اور اخبار الفضل سلسلہ کے روح رواں کو ہفتہ میں تین بار ہی روحانی غذا پہنچانے دیں۔ میں اس امر سے بھی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ آپ کی شکایت بجا اور بالکل بجا ہے۔ جماعت نے واقعی اپنے عزیز اخبار کی اشاعت میں غفلت سے کام لیا ہے۔ مگر اب بھی یہ عاجز عرض کریگا۔ کہ آپ رحم سے کام لیں۔ یہ تازیانہ کافی ہے جماعت اب انشاء اللہ اپنے فرض کو محسوس کرے گی۔ اور خریداروں کی تعداد میں اضافہ کرنے کی حتی المقدور کوشش کرے گی۔ چنانچہ یہ عاجز مندرجہ ذیل خریداروں کے نام ارسال کرتا ہے۔"

اس کے بعد سات خریداروں کے نام دیئے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ صرف ڈیڑھ سو بابو نیاز محمد اور نکل آئیں تو الفضل بہت جلد اس قابل ہو جائے گا کہ اسے تھوڑی سی اضافہ قیمت کے ساتھ پورے بارہ صفحے کے حجم پر ہفتہ میں تین بار کیا جا سکیگا بغیر اس کے ہمیں کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ کیونکہ جب آمد نہ ہو تو خرچ کہاں سے کیا جائے۔

مینجر الفضل قادیان

احباب سلسلہ کی توجہ کے لئے ایک ضروری تحریک

جلسہ پر تشریف لانیوالے برادران سے یہ ضروری التماس ہے۔ کہ وہ اخبار فاروق کی توسیع اشاعت کی طرف توجہ فرما کر جلسہ کے موقعہ پر ایک ہزار خریدار فاروق کے لئے مہیا کر کے اپنے اس قومی پرچہ کی کم از کم ایک ہزار اشاعت کر دیں۔ احباب کو اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ایڈیٹر صاحب فاروق کو دفتر نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے اکثر بیرونی جلسوں پر بھیجا جاتا ہے۔ اور وہ اپنا کام چھوڑ کر بیرونی عذر چلے جاتے ہیں جس سے بعض اوقات ان کے اخبار کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس کی تلافی کے لئے دفتر نظارت نے یہی سوچا ہے کہ احباب سے تحریک کی جائے۔ کہ وہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پوری کوشش کر کے ایک ہزار خریدار فاروق کو پورے کر دیں تاکہ فاروق کے لئے ایک اسسٹنٹ ایڈیٹر رکھ کر وہ اپنی عدم موجودگی سے جو نقصان اخبار کو پہنچتا ہے۔ اس سے محفوظ رہیں۔ اور اخبار برابر وقت پر ان کی غیر حاضری میں بھی نکلتا رہے۔ چونکہ قوم کا فرض ہے کہ وہ اخبارات سلسلہ کی طرف خاص توجہ رکھے۔ خصوصاً ایسے اخبار کے لئے جس کی خدمات کی بیرونی انجمنوں کو وقتاً فوقتاً ضرورت رہتی ہے۔ خریدار بہم پہنچا کر اس کو اپنے قدموں پر کھڑا کر دینا احباب سلسلہ کا اخلاقی فرض ہے۔ بنابریں میں تمام سکرٹری صاحبان تبلیغ اور دیگر احباب کو متوجہ کرتا ہوں کہ وہ کوشش کر کے جلسہ کے موقعہ پر فاروق کے لئے ایک ہزار خریدار دے کر نظارت کو اور ایڈیٹر صاحب فاروق کو شکر گذاری کا موقعہ بخشیں جلسہ سالانہ کا اجتماع ایسا ہے۔ جس پر کوشش کر کے ہزار خریدار کر دینا بالکل آسان ہے۔ فاروق ہر ماہ میں چار بار نکلتا ہے بارہ صفحے کا ہوتا ہے۔ سالانہ چندہ صرف چار روپے ہے جو آسانی کے لئے دو دو روپیہ کر کے دو بار ادا کیا جا سکتا ہے جو صاحب خریداروں میں نام لکھوانا چاہیں وہ جلسہ گاہ کے قریب محلہ دار الفضل میں دفتر فاروق میں جا کر لکھوا دیں اور اپنی انجمن کی معرفت نظارت میں اطلاع دیدیں کہ کتنے کتنے خریدار اس تحریک پر سکرٹری صاحبان تبلیغ کے ذریعہ ہوئے مفصل رپورٹ ایڈیٹر صاحب فاروق سے دفتر میں پہنچ جائیگی امید ہے کہ یہ تحریک مفید ثابت ہوگی اور ایک ہزار خریدار جلسہ پر فاروق کو دیکر نظارت کو احباب کے شکریہ کا موقعہ ملیگا۔ فتح محمد سیال ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

رباعی

قریباً دو ماہ ہوئے اس رباعی کے پہلے دو مصرعے ایک وقفہ کی زبان پر اچانک آگئے۔ میں نے انہیں کاپی پر نوٹ کر لیا آج سے چند دن پہلے سورۃ الشوریٰ کے رکوع تین میں لھم ما یشاؤن عند ربہم کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ یہاں شاء نہایت درجہ اتقائے انسانی کی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی انسان ترقی کرتے کرتے ایسے رنگ میں رنگین ہو جائیں گے۔ کہ ان کی خواہشات ہی وہ رہ جائینگی۔ جو خدا تعالیٰ کو پسند ہونگی۔ یہ سنکر میں نے اپنی کاپی دیکھی۔ تو وہ مصرعے اس مفہوم کی ترجمانی کرتے ہوئے پائے اور پھر خدا تعالیٰ نے دو اور لکھنے کی توفیق دیدی۔ ان کو الفضل میں اس لئے لکھوایا ہے۔ کہ احباب اپنی زندگی کے نوٹو کا اعادہ کر لیں۔ خاکسار حشمت اللہ

جو چاہتا ہے ہو وہ دل ہی جو اس کے ہووے
مرضی جو اس کی ہووے تابع رضا کے ہووے
سب چھوڑ چھاڑ کر وہ کر لے فنا کو شیوہ
داخل وہ ایک دن پھر دار بقا میں ہووے

سانڈھن میں جلسہ

سانڈھن ضلع آگرہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تشریف آوری کی مبارک یادگار کو قائم رکھنے کے لئے مورخہ ۲۲-۲۳ نومبر ۱۹۲۵ء کو ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ قادیان نے جلسہ تجویز فرمایا۔ قادیان سے مولوی عبد الرحیم صاحب نیر علی گڑھ سے مولوی عبد السلام صاحب خلف الرشید حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ و برادرم عبد الرحمن صاحب برادرم عبد الحی صاحب مولوی فیروز الدین صاحب معہ مبلغین علاقہ علی گڑھ موضع پرسارا سے۔ مولوی عمر الدین صاحب دہلی سے۔ احمدی میڈیکل طلباء آگرہ سے۔ چودہری محمد اسلم صاحب امیر حلقہ مین پوری گوردھنہ سے تشریف لائے۔ ضلع آگرہ و متھرا کے بہت سے ملکانے جلسہ میں شامل ہوئے۔ مولوی عبد السلام صاحب مولوی عمر الدین صاحب و مولوی فیروز الدین صاحب احمدی طلباء مدرسہ سانڈھن و خاکسار نے تقریریں کیں۔ مولوی عبد الرحیم صاحب نیر نے رات کو بذریعہ میجک لینٹرن نہایت ہی دلکش لہجہ میں تقریر فرمائی جس کا سامعین پر بہت اثر ہوا۔ جلسہ کی کارروائی سے حاضرین بہت محظوظ ہوئے۔ بالآخر میں تمام ان اصحاب کا جو جلسہ میں تشریف لائے مشکور ہوں۔ اور ان سے اور دیگر احباب سے ملتجی ہوں کہ وہ دعا فرماویں۔ کہ خداوند کریم ہم کو اس کفرستان میں کامیاب کرے اور دشمن کو جو ابھی تک فتحیاب ہے شکست فاش دے۔ آمین ثم آمین

خاکسار نور احمد احمدی امیر حلقہ آگرہ و متھرا دار التبلیغ احمدیہ سانڈھن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۲۲ر دسمبر ۱۹۲۵ء

دعوت عام

جماعت احمدیہ خدا کے فضل و کرم سے کیا بلحاظ ترقی و شہرت کیا بلحاظ تنظیم اور شیرازہ بندی۔ کیا بلحاظ جوش مذہبی اور غیرت ملی اس درجہ پر پہنچ چکی ہے۔ کہ اب کوئی شخص اس کی طرف سے آنکھیں بند کر کے نہیں بیٹھ سکتا۔ چونکہ کسی نہ کسی موقعہ پر کسی نہ کسی رنگ میں اس کے کانوں تک احمدیت کا ذکر پہنچتا رہتا ہے اسلئے اس کے دل میں خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کہ اس کے متعلق زیادہ اور قابل وثوق واقفیت حاصل کرے۔

ایسے سب اصحاب کے لئے جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ نہایت مفید اور فائدہ بخش موقعہ ہے۔ جہاں ہر پہلو سے جماعت احمدیہ پر نظر کی جا سکتی ہے۔ اس کے ہر شعبہ اور ہر انتظام کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اس کے قول اور فعل اس کے عقائد اور اعمال کا موازنہ کیا جا سکتا ہے۔ اور سب سے بڑھکر یہ معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ امام جماعت احمدیہ اپنی جماعت کی راہ نمائی اور انتظام کے لئے کس قدر کوشش اور سعی فرماتے ہیں۔ اور جماعت اپنے امام کے ہر حکم اور ہر ارشاد پر کس طرح کان دھرتی ہے۔

اس وقت مسلمانان ہند کے سامنے اپنی "تنظیم" کا ایک نہایت اہم اور ضروری مسئلہ درپیش ہے۔ جس کے لئے مختلف مقامات پر جلسے اور کمیٹیاں ہو رہی ہیں۔ تجاویز سوچی جا رہی ہیں۔ وفود دورہ کر رہے ہیں۔ یہ ساری باتیں ضروری ہیں۔ لیکن ان سے بھی ضروری بات یہ ہے۔ کہ وہ مسلمان جنہیں اپنی پراگندگی اور انتشار کا احساس ہو چکا ہے۔ جو مسلمانوں کی روز بروز گرتی ہوئی حالت کو سنبھالنا چاہتے ہیں۔ جو مسلمانوں میں اتحاد اور یگانگت پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ جو مسلمانوں کو دیندار بنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ وہ جماعت احمدیہ کی "تنظیم" کو دیکھیں۔ اس کی محبت و اخوت کا ملاحظہ کریں۔ اس کی روحانیت اور دینداری کا اندازہ لگائیں۔ اور پھر جس بات کو مفید اور قابل تقلید سمجھیں۔ اسے اختیار کر لیں۔ اور جو پسند نہ ہو۔ اسے چھوڑ دیں۔

ہم یہ نہیں کہتے ہیں۔ کہ ہمارا انتظام ہماری یگانگت ہماری روحانیت ترقی کے انتہائی درجہ تک پہنچ چکی ہے۔ ہم اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں سے جس قدر آگاہ ہیں۔ اتنے دوسرے لوگ نہیں ہیں۔ لیکن ہم یہ دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی تنظیم اور ان کی مذہبی اور دینی حالت کی درستی میں جو کامیابی جماعت احمدیہ کو حاصل ہوئی۔ اور ہو رہی ہے۔ اس کی مثال اور کہیں نہیں مل سکتی۔ اور یہ ہم ہی نہیں کہتے۔ بلکہ ہمارے اشد ترین مخالفین بھی اس بات کا اگر طوعاً نہیں تو کرہاً اعتراف کر رہے ہیں۔ چنانچہ اخبار اہل حدیث ۱۸ر دسمبر لکھتا ہے۔

"جماعت اہل حدیث کی جو حالت کچھ دنوں قبل تھی اب نہیں رہی۔ نہ تو احساس ہی باقی رہا۔ اور نہ آپس کا اتفاق بے سر کی فوج ہے۔ کوئی مرکز نہیں۔ اور نہ جماعت کا متفق علیہ کوئی سردار۔ بلکہ جماعت کا ہر فرد اپنے کو بجائے خود سردار و امام اور مرکز سمجھے ہوئے ہے۔ اگر اس وقت کسی فرقہ میں ان باتوں کا خیال ہے۔ تو وہ سب سے پہلے قادیانیوں اور ان کے بعد ہمارے بھائی اثنا عشریوں میں۔"

ایک ایسے اخبار کی طرف سے جس کا دن رات کام ہی جماعت احمدیہ کی مخالفت اور اسے نقصان پہنچانا ہے۔ یہ اعتراف معمولی بات نہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اسے سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی فرقہ ایسا نہیں نظر آیا۔ جو ان صفات سے متصف ہو۔ اس وجہ سے اسے جماعت احمدیہ کا نام لینا پڑا۔
اب جبکہ جماعت احمدیہ کا ذکر بطور مثال اور نمونہ اخباروں میں پیش کیا جاتا ہے۔ تو کیا یہ مناسب بلکہ ضروری نہیں ہے کہ جماعت کے حالات بچشم خود دیکھے جائیں۔ اور ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔ پس ان مسلمانوں کو جو جماعت احمدیہ میں داخل نہیں۔ ہم دعوت دیتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے سالانہ جلسہ پر تشریف لائیں۔ اور آکر ہمارے حالات بچشم خود دیکھیں۔ اور ہمارے خیالات اپنے کانوں سنیں۔

پچھلے دنوں جناب میر غلام بھیک صاحب نیرنگ نے جمعیۃ العلماء ہند کو جواب دیتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ وہ جماعت احمدیہ کے نمائندگان کے تنظیم کانفرنس میں شامل ہونے پر معترض نہ ہوں۔ یہ جماعت پہلے ہی کافی طور پر منظم ہے۔ اور اسے ہماری تنظیم کی ضرورت نہیں۔
اس سے بھی ظاہر ہے۔ کہ وہ احباب جو مسلمانوں کی تنظیم کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ وہ بھی جماعت احمدیہ کی تنظیم کے معترف ہیں۔ پس وہ جماعت جو یہ درجہ اور امتیاز رکھتی ہو کیا مسلمانوں کا فرض نہیں کہ اگر وہ اپنی تنظیم چاہتے۔ اپنی پراگندگی کو دور کرنے کی ضرورت سمجھتے۔ آپس میں محبت اور الفت اتحاد و اتفاق کے خواہش مند ہیں۔ تو اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ اور قابل وثوق واقفیت پیدا کریں جس کا ایک عمدہ اور آسان طریق سالانہ جلسہ میں شمولیت بھی ہے اس موقعہ پر ساری جماعت پر مجموعی لحاظ سے نظر ڈالنے کا موقعہ ملتا ہے۔ کیونکہ ہر علاقہ اور ہر طبقہ کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور اتنا بڑا مجمع ہوتا ہے۔ کہ کسی بناوٹ یا تصنع کا کسی کو خیال بھی نہیں آ سکتا۔ پھر جلسہ کا ہر اجلاس ہر ایک شخص اور ہر خیال کے انسان کے لئے کھلا ہوتا ہے۔ کسی قسم کی روک اور کوئی بندش نہیں ہوتی۔ اس سے بڑھکر جماعت احمدیہ کے متعلق واقفیت حاصل کرنے اور اس کے عام حالات معلوم کرنے کا اور کونسا موقعہ ہو سکتا ہے۔

اس وقت مسلمانوں کی تمام کمزوریوں اور گمراہیوں کا علاج صرف ایک ہی ہے۔ اور وہ ایک واجب الاطاعت امام اور راہ نما کی اقتدا ہے اس کے بغیر نہ مسلمان دنیا میں کامیابی اور کامرانی کا منہ دیکھ سکتے ہیں۔ اور نہ ان کی روحانی بیماریاں دور ہو سکتی ہیں۔ یہ بات اسقدر واضح اور بیّن طور پر محسوس کی جا رہی ہے۔ کہ ہر ایک فرقہ اور ہر ایک گروہ ایک امام اور ایک مقتدا کی تلاش و جستجو میں نظر آتا ہے۔ فرقہ اہلحدیث نے اسی ضرورت کو محسوس کر کے نام نہاد سردار اہلحدیث تجویز کیا مگر وہ انہیں راس نہیں آیا۔ جیسا کہ سردار اہل حدیث ہی کے اخبار کے اس اقتباس سے ظاہر ہے۔ جو ہم اوپر نقل کر آئے ہیں۔ امیر شریعت وغیرہ منتخب کرنے کی بھی کوشش کی گئی۔ مگر اس سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اور ابھی تک سید سلیمان صاحب ندوی کے سے لوگ کہہ رہے ہیں۔

"اس وقت دنیائے اسلام منتشر اور پراگندہ گھرانوں کا مجموعہ ہے۔ جن میں کوئی رئیس بیعت نہیں اور اس کا علاج صرف خلافت اور امامت کبریٰ کے منصب کا قیام ہے۔" (تنظیم ۱۳ر دسمبر)

یہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ اور بیان کردہ علاج آزمودہ اور مجرب ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا منصب خلافت و امامت پر کسی کو مقرر کرنا مسلمانوں کے اختیار اور قدرت میں ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مسلمان اس بارے میں جو بھی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا نتیجہ الٹا نکلتا ہے۔ یہ منصب اور درجہ خدا تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ اور اس وقت تمام روئے زمین پر سوائے امام جماعت احمدیہ کے کسی کا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ اسے خدا نے منصب امامت و خلافت پر مقرر کیا ہے۔

اب جبکہ ایک طرف اس دعویٰ کا مدعی موجود ہے۔ کہ مجھے [illegible] نے منصب امامت اور خلافت پر مقرر کیا ہے۔ اور دوسری [illegible] مسلمان یہ تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ ان کی تمام بیماریوں اور [illegible] یوں کا علاج "صرف خلافت اور امامت کبریٰ کے منصب [illegible] م ہے" تو ان کا سب سے ضروری فرض نہیں ہے۔ کہ مدعی [illegible] ت و خلافت کے متعلق پوری تحقیق اور تدقیق سے کام لیں [illegible] س کے لئے جو موقعہ انہیں میسر آئے۔ اس سے فائدہ اٹھائیں [illegible] م اصحاب کو ہم ازراہ ہمدردی و خیر خواہی دعوت دیتے [illegible] ۔ کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ جلسہ پر تشریف لائیں۔ اور اپنی [illegible] ہوں سے امامت و خلافت کے برکات اور انوار ملاحظہ فرمائیں [illegible] ں آنے پر انہیں معلوم ہو سکیگا۔ کہ مسلمانوں کی کامرانی اور [illegible] یابی کلاں کے اتفاق و اتحاد کلاں کی ترقی اور سربلندی کا [illegible] ئی راستہ ہے۔ تو وہی جس پر جماعت احمدیہ اپنے امام کی [illegible] اقتدا میں چل رہی ہے۔

کانگریس کے موقعہ پر تبلیغ اسلام

صوبہ متحدہ کی آریہ سماج نے انتظام کیا ہے۔ کہ کانپور میں اجلاس کانگریس کے زمانہ میں آریہ سماجی عقائد کا پرچار کرے اس غرض کے لئے کانگریس کیمپ کے سامنے ایک بڑے پنڈال میں ۲۵ر دسمبر سے لیکچروں کا سلسلہ شروع ہو کر ۳۰ر دسمبر تک جاری رہیگا۔ دیگر لیکچراروں کے علاوہ۔ سوامی شردھانند۔ مہاتما ہنسراج سوامی ستیانند۔ سوامی سروانند وغیرہ مشہور آریہ لیڈر بھی تقریریں کریں گے۔ کتابیں۔ اشتہارات وغیرہ بھی تقسیم کئے جائیں گے۔

مسلمان اخبارات نے اسے محض خبر کے طور پر شائع کر دیا ہے۔ اور اگر کسی نے کچھ لکھا ہے۔ تو یہی کہ مسلمانوں سے امید نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ بھی اس موقعہ پر تبلیغ اسلام کی کوشش کر سکیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔ نہ کسی مسلم انجمن کو اس طرف توجہ پیدا ہوئی تھی۔ حالانکہ خلافت کمیٹی کا اجلاس بھی انہیں [illegible] میں کانپور منعقد ہو گا۔ جس میں سرکردہ مسلمان لیڈر شامل ہونگے۔ اور اگر وہ چاہیں۔ تو آسانی سے مختلف صوبوں اور مختلف مذاہب کے لوگوں کو تبلیغ کرنے کا موقعہ نکال سکتے ہیں۔ لیکن کسی کو توجہ نہیں۔ ہماری جماعت ایسے مواقع پر تبلیغ اسلام کے لئے [illegible] رہ سکتی ہے۔ اور اپنے بہترین لیکچرار بھیج سکتی ہے۔ لیکن مشکل ہے۔ کہ اس وقت مولوی صاحبان بھی کھڑے ہو جائینگے۔ اس [illegible] نہیں کہ تبلیغ اسلام کریں۔ بلکہ اس لئے کہ ہماری مخالفت کریں [illegible] اپنے مضحکہ خیز رویہ سے غیر مذاہب کے لوگوں کو اسلام سے [illegible] کریں۔ ہمیں اس بات کا نہایت تلخ تجربہ ملکانہ ارتداد میں ہو چکا ہے۔

جہاں مسلمان اخبارات کی درخواستوں اور دیگر اصحاب کی تحریکوں کے بعد ہم نے آریوں کا مقابلہ شروع کیا۔ اور خدا کے فضل سے ایسی کامیابی کے ساتھ کیا۔ کہ جس نے بھی ہمارے علاقہ ارتداد کے تبلیغی نظام کو دیکھا اس نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ بتایا۔ لیکن مولوی صاحبان نے اپنے رنگ میں انسداد ارتداد کرنے کی بجائے ہماری مخالفت شروع کر دی اور ایسی ایسی شرمناک حرکات کیں۔ کہ مسلمانوں کے ایک بزرگ اور معزز طبقہ کو ان کی حالت پر ماتم کرنا پڑا۔ پس افسوس یہ ہے۔ کہ آج کل کے علماء کا طبقہ نہ خود تبلیغ اسلام کرتا ہے۔ اور نہ یہ چاہتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کرے۔ اگر یہی حالت رہی اور مولویوں نے اس رویہ کو نہ بدلا۔ تو ہم اسلام کی خاطر ان کی مخالفت کی کوئی پرواہ نہ کریں گے اور ایسے مواقع سے فائدہ اٹھانے سے زیادہ دیر تک باز نہیں رہینگے۔

مورتی پوجا اور آریہ سماجی

سناتنی ہندوؤں کی بیداری کا یہ نتیجہ ہوا کہ آریہ سماجی نہ صرف اپنے خاص اصول اور عقائد ترک کر رہے ہیں۔ بلکہ وہ امور جن کی تردید میں سوامی دیانند جی نے ساری عمر صرف کر دی اور جن کے خلاف اپنی کتب میں صفحوں کے صفحے لکھ ڈالے۔ اب آریہ صاحبان اپنے آپکو ان کے حامی ثابت کر رہے ہیں۔ چنانچہ ایک گزشتہ مضمون میں ہم نے دکھایا تھا۔ کہ کس طرح آریہ سماجیوں نے امرتسر کے درگانہ مندر کی رسوم کی ادائیگی میں حصہ لیا جو سناتنیوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق مورتی پوجا کے لئے بنایا ہے۔ اب مشہور آریہ اخبار پرکاش (۱۳ر دسمبر) میں دھرم سالہ میں ایک مورتی کی توہین کے عنوان سے حسب ذیل سطور شائع ہوئی ہیں۔

"شکایت کی گئی ہے۔ کہ ڈپٹی کمشنر دھرم سالہ کے حکم سے ہندوؤں کی ایک مورتی جو سالہا سال سے ایک جگہ پر رکھی ہوئی تھی اٹھا دی گئی ہے۔ پنجاب گورنمنٹ کو چاہیئے۔ کہ پیشتر اس کے کہ ایجی ٹیشن خوفناک صورت اختیار کرے۔ اس توہین کی تلافی کر دے۔ پہاڑی اضلاع کے ہندوؤں میں اس وقت تک مورتی پوجا بہت گہری شردھا ہے اس لئے مناسب یہی ہے۔ کہ شکایت کا سبب دور کر دیا جائے۔"

اگر ایک مورتی کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دینا اس کی توہین ہے۔ اور اس وجہ سے بقول پرکاش ہندوؤں میں ایجی ٹیشن خوفناک صورت اختیار کر سکتا ہے۔ تو کیا آریہ صاحبان بتائینگے کہ سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں مورتی پوجا کے خلاف نہایت شدت اور سختی کے ساتھ لکھا ہے۔ اس سے ایک مورتی کی نہیں بلکہ تمام مورتیوں کی توہین نہیں ہوتی۔ اور اس وجہ کے باعث ہندوؤں کی ناراضی خوفناک صورت نہیں اختیار کر سکتی۔ ایک مورتی کو صرف اٹھا دینے

چودھویں صدی کے مولوی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ کہ ایک وقت میری امت پر ایسا آئیگا۔ جب وہ یہود اور نصاریٰ کے قدم بقدم چلیگی یعنی اس سے پوری مشابہت پیدا کر لیگی۔ آج ہم اپنی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ کہ یہ بات حرف بحرف پوری ہو رہی ہے۔ وہ تمام عیوب اور ساری برائیاں جو یہود اور نصاریٰ میں پائی جاتی تھیں اور جن کی وجہ سے وہ مغضوب اور ضالین قرار دئے گئے۔ ساری کی ساری مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں:

قرآن کریم میں یہود کے متعلق آتا ہے:۔ واخذھم الربٰوا وقد نھوا عنہ واکلھم اموال الناس بالباطل۔ کہ باوجود منع کرنے کے سود لیتے اور لوگوں کے مال باطل سے کھاتے۔

اب دیکھو تو مسلمان کہلانے والے اس جرم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ یا نہیں۔ وہ نہ صرف سود لیتے اور دیتے ہیں بلکہ یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کی ترقی کا مدار ہی سودی لین دین پر ہے۔ اس کے لئے کتابیں رسالے اور اشتہارات شائع کر رہے ہیں۔ اور بڑے بڑے مولویوں اور صوفیوں کے فتوے اپنی تائید اور حمایت میں پیش کر رہے ہیں۔

اسی طرح ان کے اور اعمال پر نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہود اور نصاریٰ کی ناپاک صفات اخذ کرنے میں انہوں نے کمال کر دیا ہے۔ اور اب تو حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے۔ کہ خود ان میں سے یہ آواز پیدا ہو رہی ہے۔ کہ "بعثت پیغمبر آخر زماں کے زمانہ کے عیسائیوں اور یہودیوں میں جو فرقہ بندی تھی۔ اور ذرا ذرا سے فروعی مسائل پر ایک دوسرے کی تکفیر کی جاتی تھی۔ ان کی تاریخ اٹھا کر پڑھو اور پھر آج کل کے علما اسلام کا ان سے مقابلہ کرو۔ تو صاف طور پر ظاہر ہو جائیگا۔ کہ آج بہت سے علماء اسلام کی جو حالت ہے وہ ہو بہو ہے اس زمانہ کے علماء یہود اور علماء نصاریٰ کا"

اخبار البشیر اٹاوہ

یہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ کیا خیر امت کی قسمت میں اب یہی رہ گیا ہے۔ کہ اس کے علما یہود اور نصاریٰ کے علماء کے پورے پورے مثیل بن جائیں۔ اور عوام ان کے پیچھے چل کر گمراہی اور ضلالت کے گڑھے میں گریں۔ یا کوئی خیر اور برکت بھی اس کے لئے باقی ہے۔

خدائے رحیم و کریم نے جو اپنی مخلوق کی ہدایت اور راہ نمائی کا

جناب قاضی امیر حسین صاحب کو

طلباء مدرسہ احمدیہ کا ایڈریس

(بکیفر)

طلباء مدرسہ احمدیہ نے ایک جلسہ میں جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بھی رونق افروز تھے حسب ذیل ایڈریس جناب قاضی صاحب کی خدمت میں پیش کیا:۔

سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز و بزرگان جماعت۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ہم طلباء مدرسہ احمدیہ نے آج اپنے جلیل القدر امام اور بزرگانِ کرام کو یہاں قدم رنجہ فرمانے کی جو تکلیف دی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ہم اپنے مخدوم حضرت قاضی صاحب بزرگوار کی خدمت میں ایڈریس پیش کرنا چاہتے ہیں:۔

حضرات! جناب قاضی صاحب ممدوح جو ایک مدت مدید اور عرصہ طویل تک ہمیں اپنے نہایت ہی مفید معلومات اور علوم سے مستفیض فرما کر اب ہم سے جدا ہو رہے ہیں۔ چونکہ ہم نے آپ کے یوں علیحدہ ہو جانے کی اچانک خبر پائی۔ اس لئے ہمیں اور ہمارے تمام مربیان اور اعیان و اخوان کو سخت حیرت اور استعجاب ہوا۔ کیونکہ گو آپ بفضلہ تعالیٰ اس وقت ایک ایسی عمر کو پہنچ گئے ہیں۔ جس میں فطرتاً آرام اور کام سے علیحدگی ضرورت پڑتی ہے۔ تاہم چونکہ آپ نے نہایت باقاعدہ اور قابل تقلید زندگی بسر فرمائی ہے۔ اس لئے ہنوز حوادث زمانہ سے کوئی اثر آپ کے قویٰ پر رونما نہیں ہوا۔ جس سے یہ گمان ہو سکتا کہ آپ یکدم اس مفید کام سے سبکدوش ہو جائیں گے۔ جسے بے نظیر خوبی اور عمدگی سے آپ ہمیشہ سرانجام دیتے رہے ہیں:۔

اے مخدوم! آپ کے فراق اور جدائی کا صدمہ کچھ اس طرح ہمارے قلوب حزیں پر اثر انداز ہو رہا ہے۔ کہ ہماری زبانیں اس کے اظہار سے قطعاً قاصر ہیں۔ اس کی وجہ کا تلاش کرنا کوئی مشکل امر نہیں۔ آپ ہمارے صرف ایک باوقار اور شفیق استاد ہی نہیں۔ بلکہ ہم پورے یقین اور وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ ہمارے شفیق باپ بھی ہیں۔ باپ کا تعلق تو اپنے بچوں کے ساتھ جسمانی ہوتا ہے اور اس وقت تک قائم رہتا ہے۔ جب تک وہ خود زندہ رہے یا اس کے بچے زندہ رہیں۔ مگر آپ کا تعلق جو ہمارے ساتھ ہے۔ وہ روحانی ابوت کی کیفیات کچھ اس انداز سے اکمل اور اتم طور پر اپنے اندر رکھتا ہے۔ کہ ہم بقید حیات رہیں یا داعی اجل کو لبیک کہہ جائیں۔ اس کا ابدالآباد تک ہم سے منفک ہو جانا غیر ممکن سا نظر آتا ہے:۔

اے محترم! آپ کے مواعظ اور آپ کی نصائح چونکہ ہمیشہ دل سے نکلتی تھیں۔ دل ہی پر جا کر وہ قرار بھی پکڑتی تھیں۔ وہ ایسی دل پذیر اور پسندیدہ ہوتی تھیں۔ کہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ ان کو عمل میں لانے سے کوئی قاصر رہا ہو۔ بے شک آپ بسا اوقات ہم پر ناراض بھی ہوا کرتے تھے۔ مگر آپ کی ناراضگیوں میں بھی ایک لطف آتا۔ اور وہ ہمیشہ قابل برداشت ہوا کرتیں کیونکہ ان کے تحت میں ایک نہایت ہی اولوالعزم اور شفیق دل کی مہربانی احمدیت کی خالص محبت اور نیک نیتی باوجود مستور اور پوشیدہ ہونے کے بیّن طور پر مبرہن نظر آتی تھی:۔

اے ہمارے قابل عزت استاد! لاکلام ہر ایک استاد قابل عزت ہوتا ہے۔ اور اس کی مفارقت شاق گذرتی ہے۔ مگر چونکہ آپ اپنے اندر خاص امتیازات اور خصوصیات رکھتے ہیں۔ اس لئے آپ کی جدائی سے کیوں نہ ہمارے دلوں میں ایسا درد پیدا ہو۔ جس کی کیفیت کا بیان کرنا ہمارے احاطہ اقتدار سے باہر ہے۔ آپ کا وجود امن اور انتظام کا ایک نمونہ تھا۔ اور ہمیشہ رہا ہے۔ آپ کا سلوک آپ کے پیارے شاگردوں سے ایسا اچھا رہا ہے۔ کہ کہا جا سکتا ہے۔ ایک بڑا حصہ طلباء اور پبلک کا آپ کی محبت اور ذاتی فیوض کی وجہ سے اس سکول سے خاص تعلقات و داد و الفت رکھتا ہے:۔

غرض اے مخدوم! آپ کا علیحدہ ہونا گویا ایک شفیق اور ناصح استاد کا ہم سے الگ ہونا ہے۔ آپ محض باتوں سے ہم کو تعلیم نہیں دیتے تھے۔ بلکہ آپ ہمارے لئے عملی نمونہ تھے۔ آپ نے اپنے عملی نمونہ سے سکھلایا۔ کہ انسان کیونکر نیک اور فرض شناس بن سکتا ہے۔ کس طرح وہ چھوٹوں سے احسن طور پر تعلقات رکھ سکتا۔ بڑوں کی تابعداری کر سکتا۔ اپنے ہمجولیوں اور پڑوسیوں سے حسن سلوک کر سکتا اور اپنے حق میں اور خدا کی نظر میں راست باز کہلا سکتا ہے۔ آپ کا مشکل سے مشکل اور مغلق سے مغلق مسئلہ کا حل نہایت سادے اور کھلے الفاظ میں کرنا ایک ایسا اثر رکھتا تھا۔ جو نقش کالحجر کی طرح ذہن نشین ہو جاتا تھا۔ باوجود اتنے بڑھاپے اور ضعف کے آپ کی وہ باقاعدگی جو کسی پر بھی مخفی نہیں قابل تقلید ہے۔ اور ہر ایک اہم مسئلہ پر آپ کا جوش سے اٹھ کھڑا ہونا اور اچھی طرح تسلی کر دینا آپ کی اس ہمدردی پر دال ہے۔ جو آپ ہمارے متعلق اپنے دل میں رکھتے ہیں۔ اور محض ہماری بہبودی کی خاطر اپنے ذاتی نقصانات برداشت کرنا آپ کی ہمدردی کا ایک ادنےٰ نمونہ ہے:۔

اے ہمارے مکرم قاضی صاحب! آپ کا ہمدردانہ لہجہ اور محبت آمیز الفاظ سے مخاطب کرنا ہمیں کیسے بھول سکتا ہے۔ یہ سب ایسی باتیں ہیں۔ کہ جن کا تصور ہمارے دلوں میں محبت کی لہر پیدا کر دیتا ہے۔ اور آپ کی علیحدگی کا خیال درد پیدا کرتا ہے۔ سو ہم آپ کی خدمت میں نہایت ادب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ہماری ہر طرح کی بہبودی اور بہتری کو اپنی نیم شبانہ دعاؤں میں مدنظر رکھیں۔ ہم بھی انشاء اللہ ہمیشہ آپ کی ملاقات سے شرف اندوز ہوتے رہیں گے۔ تاکہ آپ سے پاکیزہ خیالات اور عمدہ نصائح حاصل کرتے رہیں۔ بالآخر ہم جمیع طلباء مدرسہ احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیحؑ اور دیگر بزرگان کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کرتے ہیں۔ کہ وہ دعا فرمائیں۔ [illegible] اپنے فضل و احسان سے مکرمنا قاضی صاحب کی عمر میں برکت دے [illegible] کی طرح دوسرے لوگ بھی ان سے دیر تک متمتع [illegible] ہیں۔ نیز ہمارے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ [illegible] زندگی کے مقصد اور مدرسہ احمدیہ کی غرض کے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور حقیقی خادم اسلام بنائے۔ آمین ثم آمین

(ہم ہیں خاکساران طلباء [illegible])

جناب قاضی صاحب کا جواب

اس ایڈریس کے جواب میں جناب قاضی صاحب نے فرمایا۔ میں نے چونکہ ساری عمر درس تدریس میں گذاری ہے۔ اس لئے مجھے لیکچر کی عادت نہیں۔ تاہم میں اس وقت [illegible] عرض کرتا ہوں۔ جو کچھ اس بچہ نے خدا اس کی عمر میں برکت [illegible] میرے متعلق بیان کیا اور جو مبالغہ کیا ہے۔ میں اس کے قابل نہیں ہوں۔ حضور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سامنے ایک شخص [illegible] منہ پر اس کی تعریف کی گئی۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ تو نے اس کی گردن کاٹ دی ہے۔ میں اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ کہ اس تعریف سے اگر میرے نفس میں فتور پیدا ہو۔ تو اس سے بچائے:۔

باقی سب بھائیوں کی خدمت میں صرف یہ عرض ہے۔ کہ میں نے جتنا عرصہ کام کیا۔ اخلاص سے کیا۔ گو میں تنخواہ لیتا رہا ہوں لیکن میں نے کام اس لئے نہیں کیا۔ کہ مجھے تنخواہ ملے۔ بلکہ اس لئے کیا۔ کہ میرا مولا مجھ سے راضی ہو جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ کہ تم اگر اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالو۔ اور اس سے تمہاری غرض اللہ کی رضا ہو۔ تو اس کا بھی ثواب حاصل ہوگا۔ میں نے جتنا عرصہ کام کیا۔ خدا کی رضا کے لئے کیا۔ اس لئے خدا نے مجھے ہر آفت سے محفوظ رکھا۔ اور میں اپنے بھائیوں کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں۔ کہ دنیا کماؤ اور خوب کماؤ۔ کیونکہ ضروریات لگی ہوئی ہیں۔ مگر کوئی کام دین کا اس لئے نہ کرو۔ کہ پیسے ملتے ہیں بلکہ اللہ کی رضاء کے لئے کرو۔ اور جو کچھ ملے اسے غنیمت سمجھو۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل تقریر فرمائی:۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر کا

شاید ان چند لوگوں میں سے میں بھی ایک ہوں جنہوں نے اس زمانہ میں قاضی صاحب کو مدرسہ پڑھاتے دیکھا ہے۔ جب مدرسہ نہایت ابتدائی حالت میں تھا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ شائد چند ہی اور آدمی ہونگے۔ شاید میں اس لئے کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہیں یا نہیں مجھے نظر کوئی نہیں آتا۔ جو اس وقت کی

تعلیمی کیفیات

سے واقف ہوں۔ اس وقت یہ عمارتیں (بورڈنگ مدرسہ احمدیہ) نہ تھیں۔ بلکہ یہاں پانی ہوتا تھا۔ اور اس جگہ لوگ نہایا کرتے تھے۔ صرف ایک عمارت تھی۔ جس میں چند کلاسیں پڑھتی تھیں۔ اس میں بھی وہ دو کمرے جو راستہ کی طرف ہیں نہ تھے۔ صرف چار کمرے تھے۔ جو کنوئیں کے سامنے ہیں۔ اب بازار کی طرف جو کمرے ہیں۔ وہ بعد میں بنائے گئے۔ اس وقت نہ بنچ ہوتے تھے نہ کرسیاں نہ ڈیکس ہوتے تھے۔ نہ میزیں۔ صرف تپڑ (ٹاٹ) ہوتے تھے۔ اور وہ بھی ولچن مل کے بنے ہوئے نہیں۔ بلکہ عام تپڑ جو چوہڑے چمار بنا کر بیچتے ہیں۔ وہ عرض میں اتنے چھوٹے ہوتے ہیں۔ کہ اگر کوئی معمولی جسم والا انسان بھی ان پر بیٹھے۔ تو اس کا آدھا جسم نیچے ہو۔ جانماز استاد کی جگہ ہوتی تھی۔ اس طرح اس

سکول کی بنیاد

پڑی۔ اور اس وقت قاضی صاحب پڑھانے کے لئے آئے۔ جس وقت قاضی صاحب یہاں تشریف لائے ہیں۔ اس سے پہلے غالباً امرتسر میں کام کرتے تھے۔ ان کی یہاں کی ابتدائی تنخواہ اتنی تھوڑی تھی۔ جو اب چپڑاسی کی بھی نہیں۔ انہیں ۹ یا دس روپے ملتے تھے۔ اور چپڑاسی کو گیارہ روپے ان دنوں ملتے ہیں۔

اس رنگ میں سکول شروع ہوا۔ اور اس طرح قاضی صاحب نے کام کیا۔ جو آج اپنی عمر کا بڑا حصہ تعلیم میں گذار کر کارکن سمجھے جاتے ہیں۔

اس زمانہ کے قریب ہی مگر قاضی صاحب سے بعد مولوی شیر علی صاحب آئے۔ جو ۲۰ یا ۲۵ روپیہ تنخواہ لیتے تھے۔ یہ ذکر میں اس لئے کرتا ہوں۔ کہ باہر کے کچھ لوگ کہتے ہیں۔ قادیان والے باہر کے لوگوں کو کہتے ہیں

دین کیلئے قربانی

کرو۔ مگر خود نہیں کرتے۔ حالانکہ یہاں کام کرنے والوں میں اب بھی ایسی مثالیں مل سکتی ہیں۔ کہ گریجوایٹ ہو کر ۲۰۔ ۳۰۔ ۴۰۔ ۵۰ روپیہ تنخواہ پر کام کر رہے ہیں۔ اس وقت قاضی صاحب اور مولوی صاحب جیسے کارکن تھے۔ جو اتنا قلیل گذارہ لے کر کام کرتے تھے۔

اس وقت کے متعلق مجھے یاد ہے۔ ابتداء میں بہت تھوڑے طالب علم ہوتے تھے۔ جو تپڑ کھینچ کر ادھر ادھر جہاں دھوپ ہوتی کر لیتے تھے۔ میری عمر اس وقت گیارہ سال کے قریب ہوگی۔ مگر

اس وقت کے نظارے

مجھے ابھی تک یاد ہیں۔ جیسی کہ طالب علموں میں عادت ہوتی ہے جو عیب ہی ہے۔ مگر یہ عیب پایا جاتا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں ہمیشہ ہی ان میں رہے گا۔ کہ استادوں کے لب ولہجہ کی نقل اتارتے ہیں۔ مگر پس پشت۔ اسی طرح وہ لڑکے بھی کیا کرتے تھے۔ مگر سارے کے سارے طالب علم اس بات پر متفق تھے۔ کہ قاضی صاحب پڑھائی کا پورا وقت دے دیتے ہیں۔ لڑکے ان کے محاوروں کی نقل کرتے اور ہنستے تھے۔ مگر یہ بھی کہتے تھے۔ کہ قاضی صاحب وقت پورا لیتے ہیں۔ اور

میرا تجربہ

ہے۔ اور میں نے کئی استادوں سے پڑھنے کے بعد جائزہ لیا تو معلوم ہوا۔ کہ مجھے وہ باتیں بہت زیادہ یاد تھیں۔ جو میں نے قاضی صاحب سے پڑھیں۔ بہ نسبت اور استادوں کی پڑھائی ہوئی باتوں کے۔

میں مدرسہ کے وقت کے علاوہ بھی قاضی صاحب سے پڑھتا رہا ہوں۔ اس وقت قاضی صاحب ایک ایسی کوٹھڑی میں مع بیوی بچوں کے رہا کرتے تھے جس میں اب اگر کسی طالب علم کو بھی رکھا جائے۔ تو شور مچا دے۔ میں وہیں پڑھنے جایا کرتا تھا۔ اس کے آگے صحن نہ تھا۔ اس کے دروازہ کے سامنے قاضی صاحب

چٹائی بچھا کر

بیٹھ جاتے۔ اور مجھے پڑھاتے ہوئے مدرسہ آنے کے لئے ناشتہ بھی کرتے جاتے تھے۔

اس زمانہ سے مجھے قاضی صاحب سے واقفیت ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں۔ قاضی صاحب کی یہ بات قابل نقل اور نمونہ ہے۔ کہ طلباء کو

مقررہ کورس

ضرور ختم کروایا کرتے تھے۔ چند ہی استاد اس بات کا خیال رکھتے ہیں۔ بعض میں یہ عیب ہوتا ہے۔ کہ سارا زور پہلے صفحات پر دے دیتے ہیں۔ اور باقی حصہ ختم نہیں ہو سکتا۔ دوسرے سال پھر اسی طرح ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ لڑکے پاس بھی ہو جاتے ہیں۔ تو بھی ایک حصہ میں کمزور رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ انہوں نے پڑھا نہیں ہوتا۔ انہیں

محیط واقفیت

نہیں ہوتی۔ حالانکہ سکول میں جس بات کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ طالب علم کتاب سامنے رکھ کر اس کا مطلب سمجھا سکے اتنی قابلیت پیدا کر دینا استاد کا کام ہوتا ہے۔ اور یہ معمولی بات نہیں۔ بلکہ لمبے تجربہ کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ آج کل میں مستورات کو پڑھاتا ہوں۔ کئی دفعہ ایسا ہوا ہے۔ کہ جو بات کئی بار بتائی گئی۔ جب اسکے متعلق پوچھا۔ تو معلوم ہوا کچھ نہیں سمجھا۔ حالانکہ خواتین میں زیادہ ایسی ہیں۔ جو پہلے پڑھی ہوئی ہیں میں نے دیکھا ہے۔ دقت یہ ہے۔ کہ ہمارے ملک میں ضمائر کا ترجمہ ضمائر میں ہی کیا جاتا ہے۔ اس سے طالب علم کو یہ پتہ نہیں لگتا۔ کہ مرجع کون ہے۔ اب میں نے اس طرح کرنا شروع کیا ہے۔ کہ ترجمہ میں ضمیر نہیں بولنی اور فقرہ ادھورا نہیں چھوڑنا جس کی طرف ضمیر پھرتی ہو اس کا نام لینا اور فقرہ پورا کرنا چاہیئے پس اگر طالب علم کتاب کا ترجمہ جان لے۔ اور اسے لغت آجائے تو وہ سارا علم جان سکتا ہے۔ میرے نزدیک

سکول کا بہترین کام

یہ ہے۔ اور استاد کا کام یہ ہے۔ کہ سارا کورس پڑھا دے اور شاگرد ساری کتاب کا مطلب سمجھ سکے۔ اس بارے میں قاضی صاحب کا جو طرز عمل تھا۔ وہ دوسرے استادوں کیلئے قابل تقلید ہے۔

اس وقت طالب علموں نے قاضی صاحب کے ریٹائر ہونے پر جس افسوس کا اظہار کیا ہے۔ وہ سچا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ قاضی صاحب پر ان کے

نفس کا حق

بھی ہے۔ بچوں کو تعلیم دینا خواہ کتنا ہی اعلےٰ کام ہو۔ مگر اپنے اندر نقائص رکھتا ہے۔ اس لئے اس سے فارغ ہونا ضروری تھا۔ اوّل تو اس لئے کہ اب قاضی صاحب کے قویٰ مضبوط نہیں رہے۔ دوسرے اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ ان کے تعلقات بڑی عمر کے لوگوں سے ہوں۔ اور ان لنفسک علیک حق بھی پورا ہو۔ میرے نزدیک ہر استاد جسے خدا تعالےٰ لمبی عمر دے۔ اسے ایک وقت میں پڑھائی کے کام سے علیحدہ ہو جانا چاہیئے۔ خواہ ابھی تک اس کے قویٰ اچھے ہی ہوں۔

ایک شخص جس نے ساری عمر پڑھانے میں صرف کر دی ہو۔ وہ اس کام سے علیحدہ ہونے پر گھر میں بے کار نہیں بیٹھ سکتا۔ ضرور وہ کچھ نہ کچھ کام کرے گا۔ فرق صرف یہ ہوگا۔ کہ اس کا

میدان عمل

بدل جائے گا۔ پس لڑکوں نے قاضی صاحب کی جدائی پر جو افسوس کیا ہے۔ وہ بجا ہے۔ مگر میں سمجھتا ہوں۔ اب ان کی عمر اس حد تک پہنچ چکی ہے۔ کہ ان کا تعلق بچوں کی بجائے بڑوں سے ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اب انہیں اس آرام کی ضرورت ہے۔ جس میں چلنے پھرنے کی تکلیف نہ ہو۔ لڑکوں کو جو غم ہے۔ وہ طبعی ہے جو جدائی سے ہوتا ہے۔ مگر طالب علموں کو قاضی صاحب کی زندگی سے یہ نتیجہ نکالنا چاہیئے۔ کہ اپنا فرض ادا کرنے کے لئے کس طرح توجہ اور کوشش کرنی چاہیئے۔ قاضی صاحب ہمیشہ وقت مقررہ پر مدرسہ میں آتے اور کورس ختم کراتے رہے ہیں۔

قاضی صاحب میں ایک چیز ان کا

طبعی جوش

ہے مگر میں نے دیکھا ہے۔ جب بھی ان سے اس طریق سے بات کی گئی۔ کہ اگر اس طرح نہیں تو آپ ہی بتائیں کس طرح کیا جائے تو ان کا جوش فوراً بیٹھ گیا۔ عام لوگ جن میں غصہ ہوتا ہے۔ وہ اس طرح غصہ نہیں چھوڑ دیتے۔ مگر ہر ایک شخص کو اس بات کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ کہ جب اسے اپنی غلطی معلوم ہو۔ یا ایسے واقعات اور حالات معلوم ہوں جو اسے پہلے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے غصہ آگیا ہو۔ تو فوراً غصہ اور جوش ترک کر دے۔ یہ بات میں نے قاضی صاحب میں دیکھی ہے۔ تھوڑے ہی دن ہوئے۔ ایک مشورہ ہو رہا تھا۔ قاضی صاحب کو ایک بات میں اختلاف تھا۔ کسی نے مجھے بتایا قاضی صاحب کو جوش آگیا ہے۔ میں نے کہا۔ دیکھو ابھی میں ان کا جوش ٹھنڈا کر دیتا ہوں۔ میں نے قاضی صاحب سے کہا۔ یہ حالات ہیں۔ ایسی صورت میں آپ ہی علاج بتائیے۔ یہ سن کر وہ ہنس پڑے۔ اور کہنے لگے۔ پھر تو مجبوری ہے۔ اسی طرح ہر ایک کو

اتفاق و اتحاد

کا خیال رکھنا چاہیئے۔ اور کسی بات پر اڑے نہیں رہنا چاہیئے۔ جماعت میں ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں۔ جن کی طبیعت نرم ہوتی ہے۔ اور انہیں غصہ نہیں آتا۔ مگر غصہ والے بھی ہوتے ہیں۔ ایک زمانہ میں پیر افتخار احمد صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب پاس پاس رہتے تھے۔ پیر صاحب کے بچے روتے اور اتنا روتے کہ سارا گھر سر پر اٹھا لیتے۔ جب حضرت مسیح موعود ۱۹۰۴ء میں باغ میں رہنے لگے اور دوسرے لوگ بھی وہیں چلے گئے۔ تو اتفاق سے پیر صاحب اور مولوی صاحب وہاں بھی پاس پاس ہی رہنے لگے۔ ایک دن مولوی صاحب نے پیر صاحب کو بلا کر کہا۔ اب میں بچوں کا اس قدر شور برداشت نہیں کر سکتا۔ آپ کو کبھی ان کے رونے پر غصہ بھی آتا ہے یا نہیں۔ اگر میرے بچے اس طرح روئیں۔ تو میں ان کو گھر سے نکال دوں۔ پیر صاحب سب باتیں خموشی سے سنتے رہے۔ آخر میں ہنس کر کہا۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتا۔ کہ آپ کو غصہ آتا کیوں ہے۔ یہ کونسی غصہ کی بات ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب حضرت خلیفہ اولؓ کو آکر سنانے لگے۔ اب بتائیے کیا علاج کروں۔ انہوں نے تو ہنس کر کہدیا۔ کہ یہ غصہ کی بات ہی نہیں۔

پس دنیا میں

دونوں قسم کے لوگ

ہوتے ہیں۔ غصہ والے بھی۔ اور نرمی والے بھی۔ مگر غصہ کو روکنا ارادہ سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر یہ عادت ہو۔ کہ ضرورت کے وقت غصہ آئے۔ اور پھر دبا سکیں۔ تو سب کام عمدگی سے ہو سکتے ہیں۔ اور یہی وہ روح ہے۔ جس سے کام چلا کرتے ہیں۔ یہ روح قاضی صاحب میں نمایاں رہی۔ اور اس سے میں نے انتظامی مدوں میں فائدے اٹھائے ہیں۔ اور کسی کام میں خلل نہیں ہوا۔ خواہ اس زمانہ میں جبکہ میں طالب علم تھا۔ خواہ اس وقت جب برابری کا زمانہ تھا۔ اور خواہ اس وقت جب خدا نے خلیفہ بنایا مجھے قاضی صاحب کے متعلق کبھی خیال نہیں آیا۔ کہ کوئی بات ایسی ہو۔ جو کینہ کے طور پر ان کے دل میں جگہ پکڑے گی۔ کئی بار قاضی صاحب غصہ میں آگئے۔ مگر مجھے اطمینان رہا۔ کہ سنبھالیں گے۔

چونکہ شام کا وقت ہو گیا ہے۔ اس لئے میں زیادہ نہیں بول سکتا۔ میں بھی قاضی صاحب کا شاگرد ہوں۔ اس لئے میں بھی اس ایڈریس میں شامل ہوتا ہوں۔ اور دعا کرتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ قاضی صاحب کو پہلے سے بھی زیادہ مفید بنائے۔ اور ان کی اولاد کو ان سے بڑھکر خدمت دین کرنے کی توفیق دے۔ یہ کہنا مومن کی ہتک ہے۔ کہ اس کی اولاد کو اس جیسا بنائے۔ اس لئے میں یہی کہتا ہوں۔ کہ ان کی اولاد کو ان سے بڑھ کر بنائے۔

معیار صداقت اور حضرت مسیح موعود (۴)

خدا کے نبی اس کا کامل مظہر ہوتے ہیں۔ ان کی زندگی دنیا کے لئے نمونہ ہوتی ہے۔ یہی نہیں کہ وہ الہام الٰہی سے مشرف ہو کر دنیا میں درخشاں ہوتی ثابت ہوتے ہیں۔ بلکہ "ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات" کے مطابق ان کی پہلی زندگی بھی کچھ کم غیر معمولی نہیں ہوتی۔ جس طرح طلوع شمس سے پیشتر اسکی روشنی نمودار ہو جاتی ہے۔ اور ہر صاحب بصارت ان آثار سے آفتاب کے نکلنے کو معلوم کر لیتا ہے۔ اسی طرح انبیاء کی دعویٰ سے پہلی زندگی ان کی صداقت کی زبردست دلیل ہوتی ہے۔

چونکہ اللہ تعالےٰ قدوس ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ اس سے تعلق رکھنے والے بھی پاک۔ راستباز اور مقدس انسان ہوں۔ ان کی عمر کی ہر گھڑی ان کے تقویٰ و طہارت اور صداقت شعاری پر گواہ ہو۔ بالخصوص ان کی پہلی زندگی مخالف و موافق کے تجربے کی رُو سے بے لوث ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اس وقت تک ان کے معاندین کو دینی مخالفت اور مذہبی تعصب نے اندھا نہیں کیا ہوتا۔ قرآن کریم نے آنحضرت صلعم کی صداقت ثابت کرنے کے لئے آپ کی پہلی زندگی کو بطور دلیل پیش فرماتے ہوئے کہلوایا ہے۔ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس ع ۲) اے لوگو! میں تم میں اپنی عمر کا ایک لمبا حصہ گذار چکا ہوں۔ کیا تم عقل نہیں رکھتے؟

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے مسئلہ ارتقاء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی پاکیزہ زندگی کو آپ کی صداقت کا معیار قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابو سعود بھی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

"والمعنی قد لبثت فیما بین ظهرانیکم قبل الوحی لا اتعرض لاحد قط بتحکم ولا جدال ولا احوم حول مقال فیه شائبة شبهة فضلا عما فیه کذب او افتراء الا تلاحظون افلا تعقلون ان من هذا شانه المطرد فی هذا العهد البعید مستحیل ان یفتری علی اللہ عزوجل"

(بر حاشیہ کبیر جلد ۴ صفحہ ۸۰۲)

اس آیت کے معنی یہ ہیں۔ کہ میں تم میں وحی سے پہلے رہ چکا ہوں۔ کذب و افتراء تو بڑی بات ہے۔ کوئی شبہ والی بات بھی میں نہ کرتا تھا۔ کیا تم ذرا نہیں سوچتے۔ کہ جو اتنے لمبے عرصہ تک اسی دستور پر قائم رہا۔ وہ کیونکر اللہ تعالےٰ پر افترا کر سکتا ہے۔

یہ معیار چونکہ مشاہدہ سے متعلق ہے۔ اس لئے نہایت زبردست ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی معیار کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول پاک کا دعویٰ سنتے ہی ایمان لے آئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے بھی ایمانداروں کے لئے یہی طریق شناخت بتلایا ہے۔ فرماتا ہے۔ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ (بقرہ ع ۱۷) کہ نیکوکار انبیاء کو اس طرح شناخت کرتے ہیں۔ جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ یعنی جس طرح اپنی بیوی کی پاکدامنی دیانتداری اور نیک کرداری کو دیکھ کر وہ یقین کر لیتے ہیں۔ کہ اس کے بطن سے پیدا ہونیوالا ان ہی کا بچہ ہے۔ اسی طرح وہ انبیاء کی پہلی پاکیزہ اور راستبازانہ زندگی کو دیکھکر انکی صداقت پر ایمان لے آتے ہیں۔ اسی معیار کے مطابق آنحضرت صلعم نے قریش کو جمع کر کے دریافت فرمایا۔ کہ میری بات پر کیا تم یقین،

کروگے۔ انہوں نے کہا ضرور کیونکہ ما جربنا علیک کذباً (البخاری کتاب التفسیر سورۃ اللھب) ہم نے تم سے کبھی جھوٹ مشاہدہ نہیں کیا۔ تب آپ نے اپنا دعویٰ سنایا۔ دعویٰ سنتے ہی قوم برافروختہ ہو گئی۔ اور کاذب کاذب کہنا شروع کر دیا ؂

اس واقعہ سے جہاں اس بات کا پتہ لگتا ہے۔ کہ قریش کے دل آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے لوث زندگی سے گھائل ہو چکے تھے۔ اور وہ آپ کو اچھی نظر سے دیکھتے تھے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ منکرین گو دعویٰ سے پہلے مداح ہوں۔ مگر دعویٰ کو سنتے ہی ہر قسم کی عیب چینی اور بدگوئی شروع کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن پاک نے "من قبلہٖ" کی شرط لگا دی ہے۔ یعنی دعویٰ سے پہلی زندگی کو بطور دلیل پیش کیا ہے یہ معیار آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی خاص نہیں بلکہ تمام انبیاء کا یہی حال ہے۔ وہ دعویٰ نبوت سے پیشتر قوم میں نہ صرف نیک اور بزرگ سمجھے جاتے ہیں۔ بلکہ قوم کی نظریں ان پر ہوتی ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں مذکور ہے۔ کہ جب حضرت صالح علیہ السلام نے نبوت کا دعویٰ فرمایا۔ تو قوم نے جواب میں کہا۔ یا صالح قد کنت فینا مرجوًّا قبل ھٰذا (ھود رکوع ۶) کہ اے صالح اس دعویٰ سے پیشتر تو ہماری امیدگاہ تھا۔ تو نے یہ کیا دعویٰ کر دیا ؂

اسی طرح جب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے دعویٰ فرمایا۔ کہ میں خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ خدا مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے تو لوگوں نے از حد مخالفت کی۔ آپ پر پتھر پھینکے گئے۔ قتل کے منصوبے کئے گئے۔ مگر چونکہ آپ کی پشت و پناہ خدا قادر تھا۔ اس لئے دشمنوں کے منصوبے تو خاک میں مل گئے۔ مگر پیشگوئی یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم (صف ع ۱) کے مطابق انہوں نے آپ کے برخلاف ہر قسم کی زباندرازی کی۔ یہ سب کچھ ہوا۔ اور ہو رہا ہے۔ مگر کون ہے۔ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی چالیس سالہ زندگی میں کوئی عیب ثابت کیا ہو۔ آپ نے قرآنی آیت کے بیان کردہ معیار کے مطابق اپنے مخالفوں کو چیلنج دیا اور لکھا:۔

"اب دیکھو۔ خدا نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پورا کر دیا ہے کہ میرے دعوے پر ہزارہا دلائل قائم کر کے تمہیں یہ موقع دیا ہے کہ تا تم غور کرو۔ کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے۔ اور کس قدر دلائل پیش کرتا ہے۔ اور تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے۔ تا تم یہ خیال کرو۔ کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے۔ جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ جو اس نے ابتدا سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا۔ اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۶۲)

بھائیو! کاذب کی زندگی گندی ہوتی ہے۔ اس کو قطعاً یہ مجال نہیں ہوتی۔ کہ وہ اس طرح اپنی پاکیزگی کا اعلان کر سکے بالفرض اگر وہ ایسی جرأت کر بھی بیٹھے۔ تو اس کی پہلی زندگی میں ہزاروں نقائص اور برائیاں ثابت ہو جاتی ہیں۔ یہ عجیب معاملہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب اپنی زندگی کو محکِّ امتحان پر پیش کرتے ہیں۔ مگر دنیا اپنی خاموشی سے آپ کے صدق پر مہر لگا دیتی ہے۔ نہیں! نہیں!! بلکہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جو سلسلہ احمدیہ کے اشد ترین دشمن گذرے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے متعلق نہایت تعریفی الفاظ لکھ گئے ہیں۔ جن میں سے بعض جو اس معیار سے تعلق رکھتے ہیں۔ درج کئے جاتے ہیں:۔

"مؤلف براہین احمدیہ (حضرت مرزا صاحب) کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے کم واقف نکلیں گے۔ مولف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب۔" (اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۶)

"یہی جواب ہم الہامات مؤلف براہین احمدیہ کی طرف سے دے سکتے ہیں۔ اور یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ شیطان اپنے ان دوستوں کے پاس آتے ہیں۔ اور ان کو (انگریزی خواہ عربی میں) کچھ پہنچاتے ہیں۔ جو شیطان کی مثل فاسق و بدکار اور جھوٹے دکاندار ہیں۔ اور مؤلف براہین احمدیہ مخالف وموافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے (واللہ حسیبہٗ) شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۷ نمبر ۹)

"اب ہم اس (براہین احمدیہ) پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔ ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے۔ جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی۔ اور آئندہ کی خبر نہیں۔ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ اور اس کا مولف (حضرت مرزا صاحب) بھی اسلام کی مالی و جانی و قلمی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔"

(اشاعۃ السنۃ جلد ۶ نمبر ۷)

مندرجہ بالا اقتباسات میں جہاں "اول المکفرین" نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "پرہیزگار" اور "صداقت شعار" وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہے۔ وہاں آپ کو خدمت اسلام میں ہر لحاظ سے سبقت لے جانے والا بھی قرار دیا ہے ؂

عزیزو! اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے، کہ خود دشمن بھی آپ کی راستبازی کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ پس قرآنی معیار کی رُو سے تو حضرت مرزا صاحب کی صداقت ثابت ہے۔ ہاں ایمان لانا آپ کی سعادت پر موقوف ہے ؎

انبیاء کے طور پر حجت ہوئی ان پر تمام
انکے جو حملے ہیں ان میں سب نبی ہیں حصہ دار

بھائیو! کیا یہ بات حیرت انگیز نہیں۔ کہ اسلام کی خدمت کا صلہ دجالیت ہے۔ (نعوذ باللہ) حضرت مرزا صاحب نے بے نظیر خدمت اسلام کی۔ مگر افسوس کہ آپ کے نزدیک ان کو اللہ تعالےٰ نے یہ بدلہ دیا۔ کہ وہ دجال بن گئے (نعوذ باللہ) ؂

اے اسلام کے ہمدردو۔ خدائے واحد کے لئے اس معمّہ کو حل کرو۔ کہ ایک مدعی کاذب مفتری اور دجال ہے۔ (نعوذ باللہ) مگر قرآن مجید کے قائم کردہ معیاروں سے وہ راستباز ٹھہرتا ہے کوئی معیار نہیں جو قرآن نے صادق انبیاء کے لئے مقرر کیا ہو اور وہ اس کی صداقت پر زبردست گواہ نہ ہو۔ اور کوئی نشان نہیں۔ جو الٰہی صحیفہ میں کاذب کی علامت بتایا گیا ہو۔ اور اس میں پایا جائے۔ کیا کوئی ہے۔ جو ہمارے اس دعوے کو توڑے ؟

پس اے بھائیو! خدا سے ڈرو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ صادق کی تکذیب کر کے دوزخ میں جا گرو۔ سنبھل کے قدم اٹھاؤ۔ کیونکہ یہ راہ نازک اور خطرناک ہے۔ اور تم سے پہلے بہت لوگ اس راہ میں لغزش کھا چکے ہیں۔

(خاکسار اللہ دتا جالندھری سیکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان)

بیمہ کمپنی کے متعلق حضرت مسیح موعود کا ارشاد

میں نے ۱۹۰۶ء میں جبکہ میں کوئٹہ بلوچستان میں پولٹیکل ایڈوائزر قلات کے دفتر میں ریکارڈ کیپر تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں لکھا۔ "میں بیمہ کمپنی مقیم بمبئی کا ممبر ہوں۔ مبلغ ۱۰؎ روپیہ ماہوار داخل کرتا ہوں۔ حضور انور نے چونکہ زندگی بیمہ کرانے کو ایک قسم کا جوا اقرار دیا ہے۔ اور کمپنی والے اگر کسی وقت درمیان میں روپیہ دینا کوئی شخص بند کر دے۔ تو وہ ایک پائی بھی واپس نہیں دیتے۔ اس صورت میں کیا کرنا چاہیئے"

اس کے جواب میں حضور نے صاف الفاظ میں متوجہ کیا تھا۔ کہ لاٹری۔ جوا۔ زندگی بیمہ کرانا یا ایسے افعال تعلیم قرآنی کے برخلاف ہیں۔ اسواسطے تقویٰ کا یہی طریق ہونا چاہیئے۔ کہ خواہ کسی قدر رقم ہو۔ اس کو چھوڑ دو۔ چنانچہ تین اور چار سو کے درمیان میرا روپیہ اس کمپنی میں جمع تھا۔ وہ سب مجھے چھوڑنا پڑا ؂

یہ شہادت میں اسلئے پیش کر رہا ہوں۔ کہ احباب کو بیمہ کمپنی کے متعلق حضرت مسیح موعود کے ارشاد سے آگاہی ہو ؂ خاکسار نور محمد

مولوی ثناء اللہ صاحب سے ایک سوال

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر اخبار اہلِ حدیث نے اخبارات کے ذریعہ "انجمن خدام الحرمین" کے علماء سے چند سوالات کئے ہیں۔ چھٹے نمبر پر جو سوال کیا گیا ہے وہ مولوی صاحب کے ہی الفاظ میں یہ ہے:۔

"کوئی مسلمان (بزعم خود) کسی آئت یا حدیث کی سند پر کوئی کام کرے۔ جو کسی دوسرے کے نزدیک ناجائز ہو اور اس کا فہم متعلق آیت و حدیث بھی غلط ہو تو اس شخص کو دشمن اسلام یا کافر کہنا امام اعظم کے مذہب میں کیسا ہے" (وکیل امرتسر۔ ۱۲ر نومبر ۱۹۲۵ء)

اس سوال کے پیدا ہونے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ آجکل حنفی علماء سلطان ابن سعود و باقی وہابیوں کو جو سلطان ابن سعود کے حامی ہیں۔ کافر اور دشمن اسلام سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہابی قرآن مجید یا احادیث سے جو کچھ سمجھتے ہیں۔ وہ حنفی علماء کے نزدیک بالکل غلط ہے۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب یہ پوچھتے ہیں۔ کہ کیا مذکورہ بالا شخص کو محض اس بنا پر کافر اور دشمن اسلام سمجھنا کہ وہ قرآن مجید کی آیات احادیث کا وہ مطلب سمجھتا ہے۔ جو احناف کے نزدیک غلط ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے رو سے درست ہے یا نہیں۔

معلوم نہیں انجمن خدام الحرمین کے علماء ان سوالوں کا کیا جواب دینگے۔ چونکہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے سوالات ایسے ہیں۔ جن کا جواب ضرور ملنا چاہئیے۔ اس لئے ہمیں یہ امید رکھنی چاہئیے۔ کہ انجمن مذکور ضرور ان کا جواب دینے کی کوشش کریگی۔ فی الحال ہم مولوی ثناء اللہ صاحب کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں۔ کہ جس طرح آپ انجمن خدام الحرمین کے علماء سے یہ سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اسی طرح ہمارا بھی حق ہے۔ کہ ہم آپ سے بھی اسی سوال کے جواب کا مطالبہ کریں۔ چونکہ آپ غیر مقلد ہیں۔ اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پیرو نہیں۔ اس لئے ہم اس کا جواب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے رو سے دریافت نہیں کرتے ہیں۔ اور بجائے اس کے ان الفاظ میں یہ سوال کرتے ہیں۔ کہ ایسے شخص کو کافر یا دشمن اسلام قرار دینا مذہب اسلام۔ یا مذہب غیر مقلدین میں کیسا ہے جائز ہے۔ یا ناجائز؟

اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اس سوال کا یہ جواب دیں کہ ایسا شخص از روئے شریعت اسلامیہ کافر یا دشمن اسلام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تو پھر وہ جماعت احمدیہ کو کافر قرار دینے کا کیا حق رکھتے ہیں۔ جماعت احمدیہ اپنے تئیں مسلمان کہتی ہے۔ اور قرآن مجید کے لفظ لفظ کو الہامی سمجھتی ہے۔ اور قیامت تک صرف اسلامی تعلیم کو ہی واجب العمل یقین کرتی ہے۔ اسی کو ذریعہ نجات سمجھتی ہے۔ اور یہ عقیدہ رکھتی ہے۔ کہ تمام کمالات صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ گو وہ بعض آیات و احادیث مثلاً ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وغیرہ کے مفہوم میں مخالفین علماء سے اختلاف رکھتی ہے۔ اور آیات قرآنیہ اور احادیث کے رو سے اپنے فہم کے مطابق یہ یقین کرنے کے لئے مجبور ہے۔ کہ حضرت مرزا غلام احمدؑ اپنے دعاوی میں صادق ہیں۔ گو اس کا یہ مفہوم یا خیال مولوی ثناء اللہ صاحب یا دیگر مخالفین علماء کے نزدیک ناجائز ہے۔

پس اگر مولوی ثناء اللہ صاحب از روئے شریعت اسلامیہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ ایسا شخص جس کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے۔ دشمن اسلام یا کافر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ تو پھر مخالفین علماء اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا کوئی حق نہیں کہ آیات یا احادیث کے مفہوم میں اختلاف کی وجہ سے وہ جماعت احمدیہ کو کافر قرار دیں۔

لیکن اگر مولوی صاحب کے نزدیک ایسا شخص فی الواقع دشمن اسلام یا کافر ہے۔ تو پھر وہ خود سوچ لیں کہ علماء احناف ان کے اس خیال کے مطابق سلطان ابن سعود یا دیگر وہابیوں کو کافر یا دشمن اسلام قرار دینے میں کیوں حق بجانب نہیں۔ کیا میں امید کر سکتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب بہت جلدی اس سوال کے جواب سے آگاہ فرمائینگے۔

قاضی محمد نذیر از لائل پور

مچھلی کی حلّت کی فلاسفی

قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ مردار اور خون حرام ہیں مگر احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دو مردار اور دو خون حلال ہیں۔ یعنی مچھلی اور ٹڈی اور جگر اور طحال۔ جس سے قرآن کریم اور حدیث شریف میں بظاہر تناقض معلوم ہوتا ہے۔ مگر ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ ان دونوں میں اصولی اختلاف نہیں ہے۔ اس لئے ہمارا یہ فرض ہے۔ کہ قرآن کریم کے الفاظ اور نبی کریمؐ کے فرمان میں مطابقت کرکے دکھائیں۔ اور ثابت کریں کہ ان میں کوئی اختلاف نہیں۔

اس کے متعلق یہ کہدینا کہ چونکہ نبی کریمؐ کا فرمان ہے اس لئے ہم مچھلی کو حلال سمجھتے ہیں۔ مخالفین کے لئے کوئی دلیل نہیں۔ کیونکہ جو نبی کریم کو سچا نہیں سمجھتا۔ اس کے لئے ان کا فرمان کس طرح حجت ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہمارا فرض ہے۔ کہ مچھلی کی حلت میں بھی علمی اور سائنٹیفک ثبوت بہم پہنچا کر مخالفین کے اس اعتراض کا کافی اور شافی جواب دیں۔ اور اس قسم کے مضمون سے کام نہ لیں۔ جیسا کہ غیر احمدی لوگوں کا اس کے متعلق عقیدہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حکم الہی کے ماتحت دُنبے کی قربانی کرکے چُھری پھینکی تو وہ مچھلی کے لگی۔ جس سے سب مچھلیاں حلال ہو گئیں۔ ان لغو قصوں اور بے ہودہ سرائیوں کو اس نئی روشنی کے زمانہ میں کون سنتا ہے۔ مگر ان کا اس میں کیا قصور۔ ان کے پاس اب سوائے قصوں اور کہانیوں کے اسلام کا کچھ باقی رہا نہیں۔ اِن کے پاس دلائل ہوں تو وہ ان سے کام لیں۔ مگر یہ خدا کا فضل ہے کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت کے لئے احمدی جماعت کو چُن لیا ہے۔ اور ان کو دلائل قاطعہ اور براہین حقہ کا خزانہ عطا کر رکھا ہے۔ جن سے وہ اسلام کی خوبیوں کو مخالفین پر ظاہر کرکے اتمام حجت کر رہے ہیں۔

مچھلی کی حلت پر دو پہلوؤں سے اعتراض پڑتا ہے پہلا اعتراض تو شرعی ہے۔ اور وہ یہ کہ مچھلی کو بغیر تکبیر پڑھے کیوں حلال رکھا ہے۔ دوسرا اعتراض طب والوں کا ہے۔ اور وہ یہ کہ مچھلی کو خون نکالے بغیر کیوں کھایا جاتا ہے۔ جبکہ خون مضر صحت ہے۔ انشاء اللہ اس مضمون میں اس کے دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائیگی۔ اور دونوں اعتراضوں کا جواب دیا جائے گا۔

قبل اس کے کہ اس اعتراض کا جواب دیا جائے کہ مچھلی اللہ اکبر پڑھے بغیر کیوں حلال ہے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئیے کہ حلال کرتے وقت تکبیر کیوں پڑھی جاتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جانوروں کو حلال کرنا ایک ایسا فعل ہے جو بادی النظر میں بے رحمی پر دلالت کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ سوائے ان لوگوں کے جن کا دل مضبوط ہو۔ یا جو بطور پیشہ اس کام کو کرتے ہوں۔ دوسرے لوگ بالعموم بڑے جانوروں کو حلال نہیں کر سکتے۔

انسانی دماغ کا خاصہ ہے۔ کہ جب قلب کی قوت حاسّہ بڑھ جائے تو سب کا نشس حصہ پر اثر جلدی ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جذبات کے ماتحت انسان بعض دفعہ اپنی طاقت سے بڑھ چڑھ کر کام کر لیتا ہے۔ چونکہ حلال کرتے وقت بھی دماغ کی قوت متاثرہ بڑھ جاتی ہے۔ اور دل زیادہ حساس ہو جاتا ہے۔ جس سے رنج کا خیال جلدی آجاتا ہے۔ اور تعریفی (تحسین) کا اثر جلدی ہوتا ہے۔ اس لئے نبی کریمؐ نے جن کو انسانی قلب کی اندرونی کیفیت کا خوب علم تھا۔ اس بات کا حکم دیا کہ حلال کرتے وقت خدا کا نام لے لیا جائے۔ اور اللہ اکبر پڑھا جائے۔ تا انسان یہ خیال کرے کہ خدا کے حکم کے ماتحت اور اس کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے نہ اپنے پیٹ کی خاطر اس جانور کو قربان کر رہا ہوں جب حلال کرنے والا یہ سوچیگا۔ کہ وہ خدا جو ارحم الراحمین ہے اس کی اس صفت کے مقابل میں ہمارا رحم کچھ حقیقت نہیں رکھتا

تو اس کے دل سے اس جھوٹے رحم کا خیال نکل جائیگا۔ اور وہ مضبوط دل کے ساتھ جانور کو خدا کے حکم کے ماتحت ذبح کر دے گا۔ آج علم النفس کے مطالعہ نے اس مسئلہ کی حقیقت کو واضح کر دیا ہے۔ مگر نبی کریمؐ نے جن کو موجودہ علوم کا کوئی علم نہ تھا۔ روح القدس کی مدد سے ان باتوں کی حقیقت کو سمجھا اور مسلمانوں کو تکبیر پڑھنے کا حکم دیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اس بات کے ثابت کر چکنے کے بعد کہ تکبیر پڑھنے میں یہ حکمت ہے۔ کہ حلال کرتے وقت انسان کے دل میں ضعف نہ آئے اب ہمیں یہ دیکھنا ہے۔ کہ کیا مچھلی پکڑتے وقت ایسا ہی رحم کا خیال دل میں آتا ہے۔ جیسا حلال کرتے وقت اس کا جواب یہ ہے کہ نہیں۔ ہم مچھلی کو حلال نہیں کرتے۔ اور نہ ہی مچھلی پکڑتے وقت کوئی رحم کا خیال دل میں پیدا ہوتا ہے۔

"جب اللہ اکبر کہنے کی بڑی غرض یہی تھی کہ رحم کا خیال دل میں نہ آئے۔ اور مچھلی پکڑتے وقت کسی قسم کا رحم کا خیال نہیں پیدا ہوتا۔ تو مچھلی کو بغیر تکبیر پڑھے کھانا حلال ہے۔ اور اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

اب رہا طب والوں کا اعتراض۔ کہ مچھلی میں خون ہوتا ہے۔ اور چونکہ مچھلی کو حلال کئے بغیر کھایا جاتا ہے۔ اس لئے خون بھی جو مضر صحت ہے۔ اس کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اول تو مچھلی میں دیگر آبی جانوروں کی طرح خون کم ہوتا ہے۔ مگر اس سے خون کا جواز ثابت نہیں ہو جاتا۔ اس لئے ہم کو اس پر اور غور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خون حرام ہے۔ اور مضر صحت ہے۔ خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ۔

مچھلی کھانے والوں پر یہ بات خوب روشن ہے کہ مچھلی کا گوشت سفید ہوتا ہے۔ اس کی سفید رنگت کی یہ وجہ ہے کہ اس کے عضلات میں خون نہیں ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیگر آبی جانوروں کی طرح مچھلی کے نظام عروقی میں کوئی خصوصیت ہے۔ جس سے اس کے دم گھٹ کر مرنے کے بعد خون عضلات سے بالکل علیحدہ ہو جاتا ہے۔ بھیڑ بکری وغیرہ کا گوشت سرخی مائل ہوتا ہے۔ اس لئے اسمیں کچھ نہ کچھ خون ضرور باقی رہ جاتا ہے۔ مخالفین مچھلی کے متعلق اعتراض کرتے ہیں۔ کہ بغیر خون نکالے کھائی جاتی ہے۔ اور بکرے کے گوشت پر اعتراض نہیں کرتے۔ میں کہتا ہوں۔ کہ بکرے کا گوشت باوجود حلال کر لینے کے خون سے ایسا پاک نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مچھلی کا گوشت باوجود حلال نہ کرنے کے۔ کیونکہ نیچر جس طرح اس کو حلال کرتی ہے۔ وہ طریق ایسا عجیب اور مکمل ہے۔ کہ خون کا ایک قطرہ بھی مچھلی کے عضلات میں باقی نہیں رہتا۔

اس عجیب طریق حلال کی وجہ یہ ہے۔ کہ مچھلی کے جسم میں خشکی کے جانوروں کی نسبت عروق شعریہ کا جال عضلات میں بہت کم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے عضلات کی پرورش خون سے نہیں۔ بلکہ خون کے سفید پانی (لمف) سے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ مچھلی کا گوشت سفید ہوتا ہے۔ اور خون عضلات میں نہیں ہوتا۔ بکرے کے گوشت میں حلال کرنے کے بعد جو خون جمع رہتا ہے۔ اس پر اعتراض نہیں پڑتا۔ اس لئے کہ اول تو وہ خون مسفوح نہیں ہوتا۔ اس لئے حرام نہیں۔ دوسرے وہ خون سمیات اور فضلات سے پاک ہوتا ہے۔ اس لئے مُضر صحت نہیں۔

اس کے علاوہ مچھلی کے جسم میں اللہ تعالےٰ نے ایسا انتظام رکھا ہے۔ کہ جب مچھلی کو پانی سے باہر لایا جاتا ہے تو اس کا دم گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے گلپھڑے ہوا سے خون کو صاف نہیں کر سکتے۔ اس طرح جب آکسیجن کی عدم موجودگی سے دم گھٹ کر اس کی موت قریب ہوتی ہے۔ تو اس کا دل اور گلپھڑے ہوا لینے کے لئے پورا زور لگاتے ہیں۔ چنانچہ دل کی حرکت تیز ہو جاتی ہے۔ اور گلپھڑے زور سے پھول جاتے ہیں۔ جس سے جسم کا سارا خون دل کے رستہ احشاء البطن اور گلپھڑوں میں جمع ہو جاتا ہے۔ مگر ان کی حرکات بے سود ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس کے گلپھڑے ہوا کی آکسیجن کو استعمال نہیں کر سکتے۔ صرف اضطراب کی وجہ سے دماغ یہ سب حرکات کراتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جسم کا سارے کا سارا خون گلپھڑوں میں احشاء البطن میں جمع ہو جاتا ہے۔ اور جب پکانے سے قبل مچھلی کو صاف کیا جاتا ہے۔ تو خون آلودہ احشاء البطن اور گلپھڑے کھینچ کر باہر نکال دئے جاتے ہیں۔ غرضیکہ اس طرح بغیر چھری پھیرنے کے حلال کرنے کی غرض پوری ہو جاتی ہے۔ یعنی خون جسم سے نکل جاتا ہے۔

پس جب ثابت ہو گیا۔ کہ مرنے کے بعد مچھلی کے عضلات میں خون باقی نہیں رہتا تو اس وجہ سے یہ اعتراض کہ ہم خون کھاتے ہیں۔ باطل ہو جاتا ہے۔

اسلامی شریعت اپنے اندر عجیب حکمتیں اور فوائد رکھتی ہے۔ مگر یہ ہماری سمجھ اور علم کی کمی ہے۔ کہ ہم بعض دفعہ کسی ایسے مسئلہ پر جس کی حکمت مخفی ہوتی ہے۔ اعتراض کر دیتے ہیں۔

عاجز نے اپنی سمجھ اور علم کے مطابق دونوں اعتراضوں کا جواب دے دیا ہے۔ اور ثابت کر دیا ہے کہ مچھلی بغیر تکبیر پڑھنے اور خون نکالنے کے کیوں حلال ہے۔

خاکسار

ڈاکٹر چودھری محمد شاہ نواز خاں اسسٹنٹ سرجن جہلم۔

نئی کتابیں

الاستخلاف جناب قاضی اکمل صاحب نے اپنی تصنیف جو سُنی شیعہ کے اختلافی مسائل پر بہت عمدہ روشنی ڈالتی۔ اور قول فیصل پیش کرتی ہے۔ دوسری بار شائع کی ہے۔ پہلا ایڈیشن مدت ہوئی ختم ہو چکا تھا۔ قرآن کریم نے مومنین کی جو علامتیں بیان کی ہیں۔ اس رسالہ میں وہ خلفائے راشدین میں ثابت کر کے شیعوں کے بے جا الزامات کی تردید کی گئی ہے۔ اسی طرح یہ کہ سچے خلیفہ کی جو نشانیاں اللہ تعالیٰ نے بتائی ہیں وہ سب کی سب خلفائے کرام میں پائی جاتی تھیں۔ چونکہ آج کل شیعہ نئے سرے سے اپنے غلط خیالات کی اشاعت کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ اس لئے یہ رسالہ ان کے متعلق بہت مفید ثابت ہوگا۔ قیمت ۴؍ ہے۔ اور ملنے کا پتہ دفتر تشحیذ قادیان

خزینۃ العرفان یہ اس تفسیر القرآن کا چھٹا حصہ ہے۔ جو منشی فخر الدین صاحب مالک کتاب گھر قادیان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رقم فرمودہ نکات اور معارف حضور کی مختلف کتب وغیرہ سے جمع کر کے شائع کر رہے ہیں۔ اس حصہ میں تیرھویں پارہ سے لیکر سولھویں پارہ تک کی آیات کی تفسیر ہے۔ اور ۲۰×۲۶/۸ کے اڑہائی سو صفحہ۔ اس تفسیر کا مطالعہ ہر ایک احمدی کے لئے جس قدر ضروری ہے اس کی نسبت ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ قیمت دو روپے ہے۔ لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ احباب ضرور اس سے مستفیض ہوں۔

احمدیہ پاکٹ بک مہتمم بک ڈپو نے یہ مفید کتاب اب تیسری دفعہ شائع کی ہے اس میں ہر ایک مذہبی مسئلہ کے متعلق مفید اور ضروری حوالے درج ہیں۔ جو مخالفین اسلام کے اعتراضات اور صداقت اسلام کے لئے کام آسکتے ہیں۔ جیبی سائز کی تقریباً چار سو صفحہ کی کتاب ہے۔ قیمت مجلد عہ

انذاری پیشگوئی مرزا احمد بیگ کے متعلق مولوی غلام احمد صاحب مولوی فاضل نے اس پیشگوئی کے متعلق مخالفین کے اعتراضات کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں سے دیا ہے۔ قیمت ۳؍ فی جلد

یہ کتابیں **احمدیہ کتاب گھر قادیان سے** منگائی جائیں۔

اشتہارات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خوشخبری! خوشخبری!! خوشخبری!!!

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ

اگر آپ سلسلہ احمدیہ کے تمام امتیازی مسائل کو ایک ہی کتاب میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو آپ کتاب آئینہ احمدیت کو خرید فرماویں ؛

(۲) اگر آپ یہ چاہتے ہیں۔ کہ آپ کے عزیز و اقربا عیسائیت کے فتنے سے کلی طور پر محفوظ ہو جاویں۔ اور عیسائیت کا کوئی بھی دجل ان پر کارگر نہ ہوسکے۔ تو آپ انہیں کتاب آئینہ احمدیت کا مطالعہ کرائیں ؛

(۳) اگر آپ یہ چاہتے ہیں۔ کہ آپ کے بچے سلسلہ احمدیہ کے بہادر سپاہی بن جاویں۔ تو ان کو کتاب آئینہ احمدیت پڑھائیں ؛

(۴) اگر آپ حقیقتاً سچے مذہب کے متلاشی ہیں۔ اور سیدھی راہ پر قدم مارنا چاہتے ہیں۔ تو کتاب آئینہ احمدیت کو ضرور پڑھیں ؛

(۵) اگر آپ ایک کامیاب احمدی مبلغ بننا چاہتے ہیں۔ تو کتاب آئینہ احمدیت کا ہتھیار پہن لیں ؛

(۶) اگر آپ تھوڑے سے وقت کے مطالعہ سے کثیر فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ تو کتاب آئینہ احمدیت کا انتخاب کریں ؛

کتاب آئینہ احمدیت

گویا عیسائیت کی لاجواب تردید اور احمدیت کی صداقت کے لئے ایک مکمل کورس ہے۔ اور حضرت مسیح موعود (ع) کے خزانے کی کلید ہے۔ جو ایک آن کی آن میں اس گوہر نایاب تک پہنچا دیتی ہیں۔ کتاب کی لکھائی۔ چھپائی اور کاغذ انشاء اللہ آپ کے دلپسند ہوگا۔ کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ (عصہ) ہے ؛

اگر آپ کو کتاب ناپسند ہو۔ تو آپ کتاب مکرمی شیخ عبدالحمید صاحب محاسب انجمن احمدیہ لاہور (پوسٹ بکس نمبر ۲۳) کے پاس بھیج کر قیمت واپس لے سکتے ہیں۔ سالانہ جلسے کے دنوں میں یہ کتاب آپ کو جماعت احمدیہ لاہور کے کرے سے بھی مل سکے گی ؛

ملنے کا پتہ

مینجر تجارت آفس محلہ شاہ کنٹھ۔ لاہور

صنعت بہترین ذریعہ معاش ہے

ہم نے اپنے کارخانہ میں سردست آٹھ مستحق غریب لڑکوں کو گٹ بنانے کا کام سکھانے کے لئے انتظام کیا ہے۔ جو ایک نہایت نفع مند کام ہے۔ چنانچہ ایک ایسا آدمی جس کو قادیان ہم نے یہ کام سکھایا تھا۔ آج کل سیالکوٹ میں اس کے ذریعہ اوسطاً سو روپیہ کما لیتا ہے۔ پورا کاریگر بننے کے لئے تین سال درکار ہیں۔ مگر ایک سمجھدار لڑکے سے نو ماہ کے بعد کسی قدر کام کرنے کی توقع کی جاسکتی ہے۔ تین سال کے لئے ہر ایک لڑکے کے اخراجات ہمارے ذمہ ہونگے۔ اس طرح پر کہ پہلی سہ ماہی میں اسے آٹھ روپیہ ماہوار بطور وظیفہ دیا جائے گا۔ دوسری سہ ماہی میں دس روپیہ ماہوار اور اس کے بعد بارہ روپیہ ماہوار۔ لیکن یہ رقم لڑکے کی قابلیت کے مطابق دوسرے سال کے دوران میں ۲۰ روپے اور تیسرے سال میں ۳۵ روپے ماہوار تک بڑھا دیجائیگی رہائش کا انتظام کارخانہ کی طرف سے کیا جائے گا یہ ضروری ہوگا۔ کہ لڑکا پورے تین سال ہماری زیر نگرانی رہے اور اس کے سرپرست کو اس مطلب کا ایک اقرارنامہ دینا ہوگا۔ کہ اگر لڑکا میعاد کے اندر کام چھوڑ کر چلا جائے۔ تو وہ ہمارے تمام اخراجات کے علاوہ ہرجانہ کا۔ ذمہ دار ہوگا۔ لڑکے کی عمر کم از کم بارہ تیرہ سال ہو۔ درخواستیں جلد سے جلد آنی چاہیئیں۔ اور تمام خط و کتابت بنام

سید انعام اللہ۔ دی انڈین گٹ مینوفیکچرنگ کمپنی

سید منزل سیالکوٹ شہر

جلسہ پر آنیوالے احباب یاد رکھیں

تین کتابیں چھپوائی ہیں۔ کتابت۔ طباعت کاغذ اعلےٰ۔ ہر کتاب کے ساتھ مصنف کا فوٹو۔ کلام پاک سے فائدہ اٹھائیں۔ اور زیارت بھی کریں۔ اسلامی اصول کی فلاسفی مع فوٹو ۱۲ جلسہ پر ۹ر۔ ایک روپیہ کی دو جلد۔ حضرت خلیفہ اولؓ کی ہر دو تقریریں بھی ساتھ ہیں۔ سرورق آرٹ پیپر پر رنگدار چھپوائی ؛

درثمین اردو ۳ر مع فوٹو ۴ر ؛

فلاسفر کا فلسفہ مع فوٹو ۲ر ایک روپیہ کی آٹھ ؛

سلسلہ کی سب کتابیں ملنے کا پتہ

محمد عنایت اللہ مالک نصیر بک ایجنسی قادیان

تصدیق برائے عینک توڑ سرمہ

میں نہایت مسرت کے ساتھ جناب ڈاکٹر ایم۔ اے خالق ایچ ایم ڈی ایچ۔ ایچ کے تیار کردہ سرمہ کو لاثانی خاصیات اور سریع الاثر فوائد کے متعلق تصدیق کرتا ہوں۔ کہ میں نے قریباً ایک ماہ تک گاہے گاہے اس کا استعمال کیا ہے۔ یہ آنکھوں کو طراوت دینے میں حیرت ناک طور پر ممد ہے۔ یہ سرمہ خاص کر ان لوگوں کے لئے جو میری طرح مطالعہ کے ازحد شائق ہیں۔ نہایت بیش قیمت اور بے حد مفید ہے۔ اس سرمہ کے استعمال سے پہلے بعض اوقات متواتر چھ چھ گھنٹے پڑھتے رہنے سے آنکھوں میں بہت تھکاوٹ محسوس ہوتی تھی۔ مگر اب بالکل نہیں ہوتی۔ مجھے یقین ہے۔ کہ (بفضلہ تعالےٰ) یہ اسی سرمہ کا اثر ہے۔ اس لئے میں جملہ حضرات کو جو مختلف امراض چشم میں مبتلا ہوں۔ اس سرمہ کے استعمال کی تحریک کرتا ہوں ؛

سید محمود اللہ شاہ۔ بی۔ اے۔ از قادیان

ملنے کا پتہ

مینجر سٹرلنگ میڈیکل ہال قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

نوٹ :۔ قیمت فی تولہ ے ر بطور نمونہ ایک ماشہ ۵ ر ایام جلسہ میں دفتر تشحیذ سے مل سکیگا ؛

میں اپنا مکان فروخت کرتا ہوں

نور ہسپتال سے جانب مغرب برلب سڑک، ایک مکان ہے ۵ مرلے۔ دو کمرے ۱۰×۱۴ ایک باورچی خانہ۔ باقی صحن۔ باہر سے پختہ ہے۔ ۱۶۰۰ روپے پر بوجہ ضرورت فروخت کروں گا۔ جو صاحب لینا چاہیں۔ لے لیں ؛ (۲) دوسرا مکان شہر میں ہے کچا وہ بھی دیکھ لیں اور دیکھ کر قیمت کا فیصلہ ہوسکتا ہے ؛

ع معرفت قاضی اکمل۔ قادیان۔

آخری صدی کا نرالا زیور

تمام خوبصورت سنہری گھڑیوں میں سے فینسی لیڈی رسٹ واچ پسند کی گئی ہے۔ جو خوب صورت چمکدار اور مضبوط اور بالکل صحیح وقت دینے میں درجہ اوّل ثابت ہوچکی ہے۔ دیکھنے میں بیک صد روپیہ کی معلوم ہوتی ہے۔ سائز بالکل چونی کے برابر ہے گارنٹی چھ سال قیمت صرف چھ روپیہ بارہ آنہ۔ فوراً حوالہ اخبار دیکر طلب فرماویں ؛

ملنے کا پتہ :۔ مینجر دی ریلائیبل سپلائنگ کمپنی لودھیانہ پنجاب

ضرورت ناطہ

ایک معزز دوست کی لڑکی کے واسطے کشمیری قوم کے ایک تعلیم یافتہ نوجوان لڑکے کی ضرورت ہے۔ جو مخلص احمدی ہو ؛ خط و کتابت [illegible]

ممالک غیر کی خبریں

بیروت ۱۱ر دسمبر - فرانس کے سرکاری افسر بیان کرتے ہیں۔ کہ سلطان الاطرش جبل دروز میں تمام کاروبار بند کرا رہا ہے اور ان تمام دروزیوں کو فوج میں بھرتی کر رہا ہے جنکی عمر ۲۰ اور ۶۰ سال کے درمیان ہے۔ مزید براں اطلاعات مظہر ہیں۔ کہ سویدہ کے ارباب لبست وکشاد ان تمام لوگوں کو خارج البلد کر رہے ہیں۔ جو اپنی تمام کوشش جنگ حریت پر صرف کرنے کیلئے طیار نہیں ؛

اکسفورڈ ۱۶ر دسمبر - جمعیت اقوام کی کونسل نے آج شام کو مسئلہ موصل کے متعلق اپنے فیصلے کا اعلان کر دیا۔ فیصلہ متفقہ ہے۔ اور اس کی رُو سے موصل خطِ بروسیلز تک عراق کو دیدیا گیا ہے۔ یہ فیصلہ اس شرط کے ساتھ مشروط ہے۔ کہ برطانیہ عراق سے ایک نیا عہدنامہ کرے۔ جس میں یہ مرقوم ہو۔ کہ برطانیہ نے عراق کی حکمداری مزید پچیس سال کے لئے قبول کر لی ہے۔ نیز یہ کہ اس عہدنامہ کو چھ مہینے کے اندر اندر جمعیت اقوام کی خدمت میں پیش کر دیا جائے۔ ترکی مندوبین اس فیصلہ کو نہیں سننا چاہتے تھے۔ اس لئے جس وقت یہ فیصلہ سنایا گیا۔ وہ غیر حاضر تھے۔ برطانیہ کے وزیر نوآبادیات مسٹر ایمبری نے کونسل کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے فیصلہ کو منصفانہ قرار دیا۔ اور کہا۔ اس سے جمعیت کا اقتدار بڑھ جائے گا۔ اور جمعیت کی آئینی شان قائم ہو جائے گی۔ مزید براں اس نے کہا۔ کہ برطانیہ انتہائی کوشش کرے گا۔ کہ عراق اور ترکی کے تعلقات دوستانہ رہیں ؛

جینوا - ۱۶ر دسمبر - ریوٹر کو غیر سرکاری ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ جہاں یہ شرط ہے۔ کہ خط بروسیلز کو قائم رکھا جائے وہاں یہ بھی شرائط موجود ہیں۔ کہ اقتصادی مسائل پر ترکی کردستان اور موصل کے مابین گفت وشنید ہو سکے گی۔ اس امر کی بھی ضمانت دے دیجائے گی۔ کہ موصل میں کردی زبان استعمال کی جائے گی۔ اور ترکی برطانی عہدنامہ کا استقرار پچیس برس تک تسلیم کر لیا جائیگا ؛

لنڈن - ۱۲ر دسمبر - ٹائمز کا سیاسی نامہ نگار رقمطراز ہے کہ حکومت ہند اور وزیر ہند نے ہندوستان کے زراعت پیشہ اور کسان طبقہ کے متعلق مفصل کیفیت حال معلوم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس تحقیق کا صحیح پروگرام ابھی زیر غور ہے ؛

معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر رامزے میکڈانلڈ سابق وزیر اعظم برطانیہ عنقریب ہندوستان آنے کا ارادہ رکھتے ہیں ؛

لنڈن ۱۱ر دسمبر - دفتر جنگ کا ایک اعلان مظہر ہے۔ کہ ہندوستانی افواج میں اوّل درجہ کی نشانہ بازی کا شاہی تمغہ معہ ۱۹۲۲ء کے بیٹری کے گارڈنر ہارس کے رسالدار عبد الرؤف خاں کو ملا ہے ؛

لنڈن ۱۰ر دسمبر - (اسٹیشین کا خاص) ڈیلی ٹیلگراف کا سیاسی نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ اطلاع آئی ہے۔ جو ایرانی وفد حال ہی میں حجاز روانہ کیا گیا تھا۔ تاکہ نجدیوں کے مظالم کے بارہ میں تحقیقات کرے۔ اس نے تصدیق کر لیا ہے۔ کہ روضۂ نبوی صلعم نہ شہید کیا گیا نہ اس کو شدید نقصان پہنچایا گیا۔ لیکن کئی بار گولیاں گنبد پر پڑی ہیں ؛

طہران ۱۲ر دسمبر - نظام دستوری میں تبدیلی کرنے کے لئے جو جمعیتہ منتخب ہوئی تھی۔ اور جو اپنا اجلاس کر رہی تھی۔ آج چار گھنٹہ تک مسلسل کام کرتی رہی۔ اور متفقہ طور سے اس نے نظام اساسی کی دفعات ۳۶، ۳۷، ۳۸ اور ۴۰ میں ترمیم منظور کر لی۔ جس کی رُو سے آقائی رضا خاں پہلوی ایران کے بادشاہ ہو گئے۔ اور تخت ایران خاندان پہلوی میں رہیگا اور رضا خاں کے بڑے لڑکے جانشین تسلیم کر لئے گئے ؛

فیلاڈلفیا - ۱۰ر دسمبر - ڈیڑھ سو سالہ نمائش کی انتظامی جماعت اور ہندوستان کی ایک تجارتی جماعت میں اس قسم کا ایک سمجھوتہ ہوا ہے۔ کہ ۱۹۲۶ء میں جو نمائش ہوگی۔ اس میں تاج محل (آگرہ) کی ایک نقل بنائی جائے ؛

یروشلم ۱۳ر دسمبر - اطلاع ملی ہے۔ کہ عربوں نے دمشق کے مشرق میں ایک فرانسیسی پلٹن کو جو ایک ہزار سپاہیوں پر مشتمل تھی۔ بالکل برباد کر دیا ؛

مشہد - ۱۴ر دسمبر - "پایونیر" کا نامہ نگار مظہر ہے۔ کہ ۱۱ اور ۱۲ر دسمبر کو شیروان کے قریب زلزلہ محسوس کیا گیا۔ کل بھی شیروان سے تقریباً آٹھ میل کے فاصلہ پر محسوس کیا گیا۔ جس کی وجہ سے دو سو مکانات کے گر جانے کی خبر آئی ہے۔ لیکن صرف دو جانوں کا نقصان ہوا۔ اور ۲ آدمی زخمی ہوئے ؛

لنڈن - ۱۴ر دسمبر - دار العوام میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے میجر ارمسبی گور نے فرمایا۔ کہ بمقام صنعاء واقع یمن بہت عرصہ سے امام یحییٰ کے ساتھ ایک دوستانہ معاہدہ کے لئے گفت وشنید ہو رہی تھی۔ اور اب ارادہ ہے۔ کہ سر گلبرٹ کلائٹن کو ترتیب وتکمیل معاہدہ کے لئے امام مذکور کے پایہ تخت میں بھیجدیا جائے۔ چنانچہ سر گلبرٹ فوراً روانہ ہو کر ۲۳ر دسمبر تک عدن پہنچ جائیں گے ؛

لنڈن ۱۵ر دسمبر - ٹائمز کے نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ فرانسیسیوں نے دمشق کے نواحات کو جہاں ابھی تک مجاہدین کا قبضہ ہے آزاد کرانے اور شہر کے گرد نئے مورچے تعمیر کرنے کی غرض سے جنگی کارروائیاں شروع کر دی ہیں۔ نامہ نگار کا یہ بھی بیان ہے۔ کہ عارضی طور پر فرانسیسی اپنا دارالسلطنت دمشق سے ایلیپو میں تبدیل کرنے والے ہیں ؛

ہندوستان کی خبریں

لاہور - ۱۱ر دسمبر - ڈاکٹر پرس رام جو کانگرس کے آئندہ اجلاس کے ایک منتخبہ مندوب ہیں۔ کانگرس کی مجلس انتخاب مضامین میں حسب ذیل قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں ؛

یہ کانگرس اس قرارداد کے ذریعے سے اعلان کرتی ہے۔ کہ اب تحریک خلافت کانگرس کے نظام عمل میں شامل نہیں رہی۔ کیونکہ خود ترکوں نے خلافت کو منسوخ کر دیا ہے ؛

ڈاکٹر صاحب کا یہ بھی ارادہ ہے۔ کہ اگر مذکورہ بالا قرارداد مجلس انتخاب مضامین میں مسترد ہو جائے۔ تو اسے کانگریس کے کھلے اجلاس میں پیش کریں ؛

معلوم ہوا ہے۔ کہ اس سال کانپور میں کانگریس کے دنوں میں ہستروں کی بھی ایک کانفرنس ہوگی۔ مہاتما گاندھی نے اس کانفرنس کا پردہان بننا منظور کر لیا ہے ؛

لاہور ۱۲ر دسمبر - فنون لطیفہ کی نمائش لاہور میں ۱۵ر فروری سے شروع ہو کر یکم مارچ تک جاری رہے گی۔ نمائش کے سکرٹری پرنسپل میو اسکول آف آرٹس لاہور ہیں ؛

آل انڈیا ہندو مہاسبھا کا جنرل اجلاس ۳۰ر دسمبر کانپور میں ہونا قرار پایا ہے۔ ہندو مہاسبھا کی جنرل میٹنگ بھی کانپور کانگرس کے پنڈال میں ہوگی ؛

رنگیلا رسول کا مقدمہ مسٹر ایچ ایل فیلپس مجسٹریٹ درجہ اوّل کے سپرد ہو چکا ہے۔ تاریخ پیشی ۶ر جنوری ۱۹۲۶ء مقرر ہوئی ہے ؛

سنا گیا ہے۔ کہ سر میاں فضل حسین وزیر تعلیم کے عہدہ سے ہٹ کر گورنر کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر بننے والے ہیں۔ آپ سردار سندر سنگھ کی جگہ ممبر بنیں گے ؛

یہ بھی سنا گیا ہے۔ کہ پنجاب کا وزیر تعلیم کسی خالصہ کو بنایا جائے گا ؛

مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے ایک نیا ایکٹ منظور کیا ہے جس سے دودھ دینے والی گئوؤں کی برآمد کی ممانعت کیگئی ہے ؛

اخبار سرونٹ کو معلوم ہوا ہے۔ کہ نواب علی چوہدری خان بہادر کو سر عبدالرحیم کی جگہ گورنر کی انتظامیہ کونسل کا ممبر مقرر کیا گیا ہے ؛

پنجاب کانگریس کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اگلی کانگریس کو پنجاب میں مدعو کیا جائے ؛

کانپور میں پولیٹیکل قیدیوں کی ایک کانفرنس ہوگی جس کی صدارت کے لئے پنجاب کانگریس کمیٹی نے ڈاکٹر ستیہ پال کی سفارش کی ہے ؛